



مود آتے ہیں جھلکنا سب سے پہلے
 غائب ہو کر آتش کی آغوش میں
 ہر اک مہتاب ساقی کو دے دے
 کہ جسے جہان میں ہے دیدار اس عود کا
 اے مہربان! یہ ہے تجھے نیکو کا
 موم کی کٹی ہوئی دھندلے رنگ کا
 اے مہربان! یہ ہے تجھے نیکو کا

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U17729

12639

بسم الله الرحمن الرحيم

RECEIVED

جل گیا رکھتی ہے پھانسی کا	بسکہ تمام دل سوزش پر تیرا
سنگ میں شل شرچہ چپ کا	دیکھ کر عالم وہ اس کے چہرہ پر نور کا
کیونکہ دعویٰ کر سکے ہمارا	وارثت شہادت پر سپر ثبات حق
آفتاب جہنم بھی اکہ	میرے داغِ دل میں سوزش ہے جسکے سنا
عاشقوں کی کام لیتا	لاٹ خارا کنی فرما دے شیریں نہیں
کب اٹھا ارض سے سہا	قابل بار امانت تھا تو یہ آدم ہی تھا
پاؤں اٹھ سکتے تھرا	منزل مقصود تک پہنچیں گے کیونکہ نصیب

۲
 دیوہنشا کا ہے سوز و غم کا گہرا
 دیکھ کر غافل ہوا میں نے چہرہ کا
 دارندہ ہو گیا ارہم کیچھ نہیں
 دیکھ کر گھر میں سے شہر نہیں
 کجا تو گھر میں ہفتا رہا نہیں
 اس کے لیے کہہ دے کہ نہیں

کیا کیا تھا کہ میں نے نہیں
 دیکھ کر غافل ہوا میں نے چہرہ کا
 دارندہ ہو گیا ارہم کیچھ نہیں
 دیکھ کر گھر میں سے شہر نہیں
 کجا تو گھر میں ہفتا رہا نہیں
 اس کے لیے کہہ دے کہ نہیں

اربہ زمین حدین یا قوت و جان
 کیا کی یہاں تھیں نہیں رہا گویا
 ہو گئے ہیں بھی نہ ورق آفتاب کا
 ہستی بھی اک نمونہ ہر موج حجاب کا

اربہ زمین حدین یا قوت و جان	توڑا تھا اس صدمے پیالہ شراب کا
کیا کی یہاں تھیں نہیں رہا گویا	ہو گئے ہیں بھی نہ ورق آفتاب کا
غافل اگرچہ پیش نظر کچھ نہیں دے	
آنکھوں میں پھر رہا ہر سمان شب کے خواب کا	

زلفوں سے آئیں کام لیا ہر نقاب کا	میں تیرے بخت کیوں نہوں گشتہ حجاب کا
برے ہو گشتہ نقاب کا	جو آج اس طرف کو ہو منہ آفتاب کا
جہاں چشمہ درختان	تھا دست موج جو بدیں کا نہ حجاب کا
بوجھ لایا شمع کو	بلبل کے آگے پھول توڑا گلاب کا
رونگا تو تختب	توڑو گھٹا تیرے سر سے پیالہ شراب کا
اک سے جو نخل	ہر اک شرمین اس کے مزاح کباب کا
ہر نہ صبح دم	گھر میں ہر کیل کے ہو گئے آفتاب کا
عاک گو رہ پر	سبے قبر پر خواب چھڑکنا گلاب کا

دیکھ جا جو زلف شاد حجاب کا
 دیکھ جا جو زلف شاد حجاب کا
 دیکھ جا جو زلف شاد حجاب کا
 دیکھ جا جو زلف شاد حجاب کا

عاتق سے آفتاب بھی ازل آفتاب کا
 عاتق سے آفتاب بھی ازل آفتاب کا
 عاتق سے آفتاب بھی ازل آفتاب کا
 عاتق سے آفتاب بھی ازل آفتاب کا

دیکھ جا جو زلف شاد حجاب کا
 دیکھ جا جو زلف شاد حجاب کا
 دیکھ جا جو زلف شاد حجاب کا
 دیکھ جا جو زلف شاد حجاب کا

کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا

آتش پہ رنگ سرخ ہو اکثر کباب کا	چلنے پر تیرا جگر ہو چمکان عشق
ہستہ کرم خوردہ اک درق اپنی کتاب کا	کتنے ہیں جس کو چرخ ملک نجوم دان
وہ حریغ نامہ میر ہوا طومر عقاب کا	قسمت یہ مار سا چہ میر خنقا دیا
ڈھونڈھے نہ شہسوار سارا راکب کا	کب کا ملاں میں ہوں کسی سے طلب
ناسے کو میرے حکم سے تیر شہاب کا	جانے دیا نہ ہو کو فرستو نج افلاک
کیا نامہ گم ہوا ہی ہمارے حساب کا	موشہ میں پوچھتا ہوں کون سی ہیں
بہتر ہی اس نذیر سے دینا جواب کا	خاموشی میں نہ ناں سوال فقیر کو
جیون شاخ گل چھٹے نہ پیا لہار	وہ باد کش ہوں گے ہوں سکرانہ بھی قلم
باندھنا نہ تیرے شرمین ہفتہ	تھی رنگ عارضی سے سفر زمیں میں

میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا

اس خاکدان میں ہے مجھے خافق آرزو	
گر ہوں غبار بھی تو در بو تراب کا	
کھلی تباہ کچھ کہ جب	بہین یہ شب پس دیدار کی خواب آیا
نہ آفتاب ہی آیا	وہ تیرہ روز ہوں جسکے سیاہ زمیں

میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا

میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا
 میرا کون کی کسی سے لپٹا کر دیں میرا

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔
 میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔
 میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔
 میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔
 میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔

رمانہ خالی زمانہ کبھی حسدوں سے	جو ہاتھ اب گیا یاں سے فتاب آیا
فراق موکران بیکہ رویا ہوں	مگر تلک مری سو بارسل آب آیا
دنگا لپا اسے آنکھوں سے اپنی خوشی	پری کے ماتھے جو وہ حلقہ رکاب آیا
نظر نہ ٹھہرے گی خوشی جس پر کے	وہ یہ سمجھ کے مری آگے برفتاب آیا
میں آپ جاؤنگا قاصد کی کل خبر لے	اگر نہ آج بھی خط کا مری جواب آیا
مگر یہ دیکھ کے قابل نہیں تھا بحر جان	عدم سے بند کیے آنکھ جو جواب آیا

قصور ہے تو کچھ بھی نہیں ہوا غافل
 یہ کیا سبب ہے کہ وہ ہر سر غتاب آیا

ہیں تیری دولت کا فیضیرا	زرد اری تو اکثر ترنا ہر کھاکے میرا
ن کر میں صحر کی ہمدرد جان	پشے تو سوکھ جائیں یا ب ہو طیرا
جاکشہ ہوں زمین میں	ہر ریزہ تھوان کا چکے ہے جیسے میرا
یکونکر وہ دست نگین	کھن نہیں کہ ہو دگر جان کا پنبہ میرا
راط فان کر جو بریا	اک پل میں دب جا سکیاں کا بھی جزیرا

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔
 میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔
 میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔
 میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔
 میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہیں وہ کبھی اپنے آپ کو نہیں پہچانتے۔

کیا نہایت اچھی بات ہے کہ جو انسان کو دنیا سے الگ کر دے اور اسے اپنے رب کے پاس لے جائے۔
 یہ دنیا تو بڑی بڑی بات ہے مگر اس کے بغیر انسان کی زندگی بے مقصد ہے۔
 انسان کو چاہیے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنے رب سے ہمیشہ متعلق رہے۔
 یہ بات ہے کہ جو انسان کو دنیا سے الگ کر دے اور اسے اپنے رب کے پاس لے جائے۔

آدمی کو کھنکھاتے ہیں جیسے مین کی رو گئے
 حیرت کی جاہر خطا خسار ماہر بیان
 رخ سدھ گئی قیاسی کے دوہرہ نصرت
 کیا غیبت کا وہ جو آپ نے نہ مانا
 مستون کے سر پہ سایہ کرتا نہ اہرست
 ہم غفلت کو ہرگز در چور کا نہیں ہے
 مرتگان سے بھی کہہ پڑا سو نامور
 ہر ایک اصل کی مصری ہو یا کہ شیرا
 گھٹا ہے یا سمین میں پیدا ہوا ہے زیرا
 یونین نہایت اسباب اہان ہو ہیرا
 اگر عرض میری صلا ہو تو نہیں پذیرا
 ناصح جو بادہ نوشی ہوتی گنہ گہیرا
 کیا یاں پڑا ہو لگا جس کو اٹھائی گہیرا
 دُور بخت تھا آگے اور آپ

یہ بات ہے کہ جو انسان کو دنیا سے الگ کر دے اور اسے اپنے رب کے پاس لے جائے۔
 یہ دنیا تو بڑی بڑی بات ہے مگر اس کے بغیر انسان کی زندگی بے مقصد ہے۔
 انسان کو چاہیے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنے رب سے ہمیشہ متعلق رہے۔
 یہ بات ہے کہ جو انسان کو دنیا سے الگ کر دے اور اسے اپنے رب کے پاس لے جائے۔

دیوان حافظ

بانشاعران پیشین غافل چرا چہ کار است
 خوش کردہ ایم طر ز اشعار مصحف

کسی صفائے تیج نادم ہوا ہیرا
 گلشن میں پکھتیرا تو نکو او گل تر
 یاد صفائے شریعتی ہے ہی کی
 پس میں جیلا جائے کی ہر زین چنے

یہ بات ہے کہ جو انسان کو دنیا سے الگ کر دے اور اسے اپنے رب کے پاس لے جائے۔
 یہ دنیا تو بڑی بڑی بات ہے مگر اس کے بغیر انسان کی زندگی بے مقصد ہے۔
 انسان کو چاہیے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنے رب سے ہمیشہ متعلق رہے۔
 یہ بات ہے کہ جو انسان کو دنیا سے الگ کر دے اور اسے اپنے رب کے پاس لے جائے۔

دانت باری میں کھٹکے ہار بستہ ہوں
 کوہِ ہیمان پر غمِ سحر کی دھندل
 دانت باری میں کھٹکے ہار بستہ ہوں
 کوہِ ہیمان پر غمِ سحر کی دھندل

نہت عشق سے اُس پر بھی مجھے شک آیا	ضف سے زرد اگر چہرہ بیمار ہوا
فج غم سے نہیں آتی ہر اگر دل شکست	کیون ہمارا علم آہ نگون سار ہوا
کتنی برگشتہ ہے تھک میری ہماری غافل	
دل دیا جسکو وہی در پہ آزار ہوا	

بسکہ کی پاؤں خونِ مری طاقت پیدا	غل سے زنجیر کے ہر شور قیامت پیدا
شرمِ عصیان ہو گیا ہر اگر بد فضا	سنگون ہوئے مرا سنبہ تریت پیدا
جانِ ہی اور نہ ہسان لیا یاروں کا	بھوسا ہو کوئی کوئی صاحبِ بہت پیدا
فور سینے کا ترسہ وہ کوئی پاکستان	گلِ مستاب کرے لاکھ
خجرا زسے گرج کرے وہ تانی	خود بردیو کو بھی ہو شوق
دود دل پنا اگر یوں ہی ہو گیا چھایا	مشرک ہو گیا نہ صبیح
مرتبہ دیکھ کے مومن کا کہیں گے کافر	کاش کرتے نہ ہمدرد
خط ہمارا یقین ہے کہ جلا دیو گیا	کہ تری دفع سے
عرقِ بھل سے ہم نامہ لکھیں گے تجھ کو	آگ دکھلائی

بسکہ کی پاؤں خونِ مری طاقت پیدا
 غل سے زنجیر کے ہر شور قیامت پیدا
 شرمِ عصیان ہو گیا ہر اگر بد فضا
 جانِ ہی اور نہ ہسان لیا یاروں کا
 فور سینے کا ترسہ وہ کوئی پاکستان
 خجرا زسے گرج کرے وہ تانی
 دود دل پنا اگر یوں ہی ہو گیا چھایا
 مرتبہ دیکھ کے مومن کا کہیں گے کافر
 خط ہمارا یقین ہے کہ جلا دیو گیا
 عرقِ بھل سے ہم نامہ لکھیں گے تجھ کو

دیوانِ غافل
 ۱۶

چشمِ شادمان سے سرفراز روزن اپنا
 ایلچے پاؤں کے کاشی تھکے بیچنے
 مجھ پر احسان نہ تھے تاسو زون ایچ
 ایک مدت پہنچتی جس کی تیش
 جیت جانا نہ پہنچنے پرین
 موج زلزلہ کا دیا جو باز نہ ہون
 طوفانِ گرداب میں کیا مطلق ہے
 زبانِ تیرے چمن سے چمن کی مطلق ہے
 زخمِ اور دلِ غفلت میں چمن کی مطلق ہے

دانت باری میں کھٹکے ہار بستہ ہوں
 کوہِ ہیمان پر غمِ سحر کی دھندل
 دانت باری میں کھٹکے ہار بستہ ہوں
 کوہِ ہیمان پر غمِ سحر کی دھندل

کونہ غافل ہی نہ ہو کہ جو کچھ کہتا ہوں وہ سچ ہے
 میرا خیال ہے کہ اگر تم نے اس کو سنا تو
 میرا خیال ہے کہ اگر تم نے اس کو سنا تو
 میرا خیال ہے کہ اگر تم نے اس کو سنا تو

<p>بزم میں دامنِ وفا سے جہان ہوگا بوسے گل جھکے ستاقی ہر نفس میں یار دست فریاد ہر اک تبر سے ہو دیکھا بلند داد گر قاضی و مفتی نہیں دیتے تو ندین روزِ حیران کو گھٹانے سے جو شبِ وصل کی طرح چھپکے بیٹھے گا کمان ہمسے وہ خوش بقا جیسے پڑ جائیگا وحشت کا ہماری سایہ شبِ حیران ہو ننگ آ یا ہون ہائے کی خاک کراںس ہر بہتر جو گزریا وقت مناجات ہو گا سیراب لہو سے کرینگے اسپر لی جو ہی ہے تیزی</p>	<p>کوئی بخود کوئی شہنشاہ کوئی حیران ہوگا بند کب رفتہ دیوارِ گلستان ہوگا گذر آسکا جو سہ گور غریبان ہوگا خونِ ناحق کا سرے کوئی تو پیران ہوگا تجھ سے کیا یہ بھی نہ ایگر دش و ران ہوگا دنا تو ہوگا عیان شب کو جو نہایت ہوگا وہ بھی آوارہ صحرا و سیابان ہوگا چاک کب صبح قیامت کا گریبان ہوگا غنچہ دیکھا نہ گل ہی کوئی خندان ہوگا یاد آئیگا وہ جب عیش کا سامان ہوگا اور کیا تیسے پھار دیدہ گریبان ہوگا غیرت کا غذا آتش زدہ دامن ہوگا چاک پھر سینہ بھی ہمراہ گریبان ہوگا</p>
---	---

وختِ آوارہ سے بون غبار ہے
 لاکھ بار آئے کچھ کیلے ہیں ان کی
 جنون کو گر دانا نہ کیلے ہیں ان کی
 ایسا نہ کہ جو سر سے طوفان اٹک کا
 پھیلاؤ دیکھ کر سے چونک کر رہی
 گوہر کی طرح شمع سے چونک کر رہی

اب ہی برنگِ غم گریبان پھٹ گیا
 ناگاہ ذکرِ بویک میں ستانی ہو گیا
 ہر سانس سے دور سے خونِ پست ہو گیا
 برسوں خیال یار رہا کچھ کچھ ہو گیا
 اکدم مرا جو او طرف دھیان ہو گیا
 عاقل زبیک کچھ میں تھی تانے ہو گیا
 اس دامنِ غلابِ قوتیان ہو گیا
 بہت عاشقوں سے ترسم کی ہو گیا

وہ طوفان ہے انک طوفان ہے
 وہ طوفان ہے انک طوفان ہے
 وہ طوفان ہے انک طوفان ہے
 وہ طوفان ہے انک طوفان ہے

جہاں بانی کی ایک ذوق و شوق کا عالم ہے
 جہاں بانی کی ایک ذوق و شوق کا عالم ہے
 جہاں بانی کی ایک ذوق و شوق کا عالم ہے
 جہاں بانی کی ایک ذوق و شوق کا عالم ہے

وہ جو بانی کی ایک ذوق و شوق کا عالم ہے
 وہ جو بانی کی ایک ذوق و شوق کا عالم ہے
 وہ جو بانی کی ایک ذوق و شوق کا عالم ہے
 وہ جو بانی کی ایک ذوق و شوق کا عالم ہے

نہیں اچھا ہے اتنا مٹھ لگا کر اس غزل کا
 جو میں اس شہسوار کو شکر و حمد میں ہوتا
 بنانا اٹھ سکے حلقے کو اپنے دل لک لک کا
 خوشحال لگا جو قاف میں نہ دھیان پاتا
 منزل میں ترقی کا ترقی میں منزل کا
 افراتنا تو رنگ لگ کر یہ راستہ سن سکا
 کہ گلگون ہو گی اس ایک پر و چمک کا
 فنی میں کسی اور کے سے جو یہ حق میں
 فنی میں کسی اور کے سے جو یہ حق میں
 فنی میں کسی اور کے سے جو یہ حق میں
 فنی میں کسی اور کے سے جو یہ حق میں

یہی ہے ابرو ان کی زمین کے غبار کا
 اچھا ہے قیاس رنگ میں ہنسا شرار کا
 وابستہ ہو طلسم یہ سب ایک تار کا
 منصوبہ کا کھیل ہے چڑھنا یہ ار کا
 غنچے کے آگے مٹھ نہ پھیلے چار کا
 یکساں ہو رنگ اپنی خزان ہمار کا
 کشتہ ہوں اس بہانہ و بنا لہ دار کا
 ایسا ہزا پڑا ہے کباب شکار کا
 ہر ایک انتخاب نور و زگار کا
 شاید چڑھا ہوا ہے کسی کم سوار کا

ہیں تیر گریہ ناک بہانہ فرخ پاک میں
 نکلے نہ جان سوختہ ترچہ تو خوب ہو
 ہو رشتہ حیات ہی سے جسم کی نمود
 آوازہ دہل ہے انا الحق کا بولنا
 سائل کب لہلہ زر سے ہویت ہی مرا
 ہم پاس پھر نہ ہو ہیں باغ زمانہ میں
 اکے یا چھپا تا ہو مجھے نہ کہ
 نہ اس ترک نے طعام
 ان تہہ شہید
 تو سن فلک

شوق چشم میں غافل گھلا کرے
 کا ساحل ہو بیا نہ ار کا

بل کا
 جو باغ و بہار میں حاصل کسی و تہہ توکل کا

ہرگز نہ شام گل سے عذاب ہوں کہ مرا خاک کی طرح
 طالع کچھ اس چمک سے جلا کر شیان ہوا
 ہرگز نہ شام گل سے عذاب ہوں کہ مرا خاک کی طرح
 طالع کچھ اس چمک سے جلا کر شیان ہوا
 ہرگز نہ شام گل سے عذاب ہوں کہ مرا خاک کی طرح
 طالع کچھ اس چمک سے جلا کر شیان ہوا

بارے آئینے نے بھی اتنا جاگ رپا کیا متھے چھپا یا آئینے جب نور نظر سپا کیا گم ہوئی طاقت اگر از سفر سپا کیا دل گنگا یا تجھے کیا اک درو سپا کیا کیوں نہاں زرد کو بے ثر سپا کیا قطرہ ناپاک سے ایسا گر سپا کیا سوز دل تو نے جو از شمع محرب سپا کیا حوصلہ تو نے بھی یہ اعلا پر سپا کیا اگر اثر سپا کیا تو یہ اہ	سامنا کرنے مگنا تیج نکا ہر یار کا ہمسے کچھ پر دانہ تھا جب تک بیاہی نہ تھی واسے قسمت کبہ مقصود تک پونچھے نہ ہم صندلی رنگت تری آخر لائے جان جوئی جمیں آتا ہر چین بند قضا سے پوچھیے آدمی ہے اک نمونہ قدرت اللہ کا عاشقی کا لطف پیری میں کیا فائدہ میری کشت خشک پر ہر قطرہ نشانی قصہ بنے بجلی میں لالہ عاقبت مجھ پر گرا
--	---

ہرگز نہ شام گل سے عذاب ہوں کہ مرا خاک کی طرح
 طالع کچھ اس چمک سے جلا کر شیان ہوا
 ہرگز نہ شام گل سے عذاب ہوں کہ مرا خاک کی طرح
 طالع کچھ اس چمک سے جلا کر شیان ہوا
 ہرگز نہ شام گل سے عذاب ہوں کہ مرا خاک کی طرح
 طالع کچھ اس چمک سے جلا کر شیان ہوا

دیوان غافل
 ۲۰

وصل کی شب ہوشگانی میری غافل دیکھ
 ڈھونڈ کر بادوں میں وہ موئے مکرپا کیا

تب صفت لعل لکھا ترے کچھ بیان ہوا افسانہ خلق میں مرار از زمان ہوا	جب ہر گل زبان آسم بہا جو منہ
---	---------------------------------

ہرگز نہ شام گل سے عذاب ہوں کہ مرا خاک کی طرح
 طالع کچھ اس چمک سے جلا کر شیان ہوا
 ہرگز نہ شام گل سے عذاب ہوں کہ مرا خاک کی طرح
 طالع کچھ اس چمک سے جلا کر شیان ہوا
 ہرگز نہ شام گل سے عذاب ہوں کہ مرا خاک کی طرح
 طالع کچھ اس چمک سے جلا کر شیان ہوا

درو ندان کی ترسہ دیکھے آب
 صفت نرگان پر یون ہر غرہ محیط
 خط پڑھا اور بھی نڈرنے سے
 تیرہ بخون کا نامہ برسے وہی
 کارمند مائی پر جو آئے عشق
 تاج شاہی ہے یہ کلاہ نمد
 قدر سے اس گل کے کیا سو نسبت
 ساق سیمین کی تب لکھون توفیق
 نہ چشم مست کے تیرے
 رات کو ترا بخواب
 روی نہیں شمارا
 کا جسمین بازو تھا
 ایسا بیان کیجے

پانی پانی ہے چشمہ کو شرکا
 جیسے پلٹن پہ حکم فرسکا
 مٹ سکے کب لکھا مقدر کا
 ہے سیہ رنگ جس کو ترکا
 کام شیشے سے یو سے پتھر کا
 بوریاتخت ہے سکندر کا
 کب ہے بوتا سا قد صنوبر کا
 تازر ہو جو تار مسطر کا
 دور و دور رہا نہ ساغر کا
 پھول کھلا گیا جو بستر کا
 گسبھی ہون میں قیام ایک ہی کا
 خون میں ڈوبا دہ پر کبوتر کا
 دم پھرکت ہے اسپر خنجر کا

ہاں چاہیے کہ ہر شے کی جگہ سے
 ہر شے کی جگہ سے ہر شے کی جگہ سے
 ہر شے کی جگہ سے ہر شے کی جگہ سے
 ہر شے کی جگہ سے ہر شے کی جگہ سے

عطر
 عطر
 عطر
 عطر

دیوان غزل

ان شکون بن بھلاؤ قریب کی کرد کا
 بار کی چشمہ سے کہ کوئی نہ قریب ہے
 دیکھ کر کان کی سیاہی نہ کہ ہے چھو کا
 ہر گل پہ نرنگ نری کی لکے کا
 دست گلہیں میں جو فہم ہو کوئی نہ لکے کا
 تہمت دہے خطا سے لکھائی ہی نہیں
 یا اتنی ہوسر سب سے بے یمن
 کہ یہ ترسندی خال سے پسر ہی

دل و جان
 دل و جان
 دل و جان
 دل و جان

چاہتا ہوں کہ میری زندگی میں ہر لمحہ تجھے یاد رکھوں
 تجھے یاد رکھوں کہ تیرا دل میرے دل سے
 میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے
 میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے

میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے
 میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے
 میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے
 میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے

میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے
 میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے
 میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے
 میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے

عالم تیب میں ہوں یوں غافل باغ میں جیسے بے بہار درخت	
آنے سے میری گھر کے تھیں غار عیث ہر جاگ زخم اب تو ہر تک پہنچ چکا آتے نہیں کسی عبادت کو خبر دشمن کے کام کرنے لگا اب دوست بھی چھو جانے نہ زلفت کی بھی جو غدار کو گلہن سے کم نہیں جو یہ نگین قفس ترا ورنہ یہ سہ اندازوں جان	اقرار جب کیا تو پھر انکار ہی عیث فکر رفوے سینہ افکار ہی عیث اے دل تو اس امید پہ بیمار ہی عیث تو اے رقیب رہے آزار ہی عیث اس سے امید بوسہ خسار ہی عیث اے غنایب خواہش گلزار ہی عیث دزد و نکو آرزو شب تار ہی عیث
کیا جانے چھپکے بیٹھ راکے گھر وہ شوخ غافل خراب کو چہ و بازار ہے عیث	
یہ سکو پھول سے خراسن نہ عشق کا رنگ نشا ط	روتے روتے ہو گئی جو چشم دیریا خراسن تپ کی شد سے ہو جیسے چہرہ بیمار خراسن

۲۵
دوان غافل

میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے
 میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے
 میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے
 میرے دل سے تیرا دل ہے جو میرے دل سے

میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ
 میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ
 میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ
 میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ

ڈگریاں ہی میں حالت ہونے ہر دامن میں تار بیضہ بلبیل بھی بستے پھر میں شجواب کیونکہ جاگے گلشن خسارتک مرغ نظر عشق بت میں ہم آئے زنا رکھے ای خون بنگیا وہ ناقہ مشکین در شانہ کشتی بے سبب دل سوہدا آہ ہوتی ہر لبند دیکھ کر زخمون کو میری خون و فی ہقدر جالا کی دست خون ہر بعد مرگ	ای خون چھوڑا نہ تو فی ایک پیر میں تار ہم اگر شے کا اپنی باندہ دیر گلشن میں تار حلقہ حلقہ دام کو مانہ میں جلین میں تار بچ رہے گرد یکے دو چار بھی گردن میں تار اس پر ہی ذرہ کھیز زلف کو جس میں تار خود بخود درشتا ہر سار چشم کاشیوں میں تار بنگیا رشک گل گلدیدہ نمون میں تار تو کفن کا ایک ہنہ کا نہیں میں فن میں تار
--	--

میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ
 میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ
 میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ
 میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ

عکس یہ تیرا بہت گروہ توں کے مار پر
 جیف دودھ دل کی پونہ سے کھجلی نہ قد
 پھینکنا تھی یہ کہ نہ رونق بام پار پر
 تھی گردن دہن دہن سے جکا فاقان غلب
 پناہ سے اب اس سے پیانا فوج کا کسار
 صاحب دل بھی پونہ غازی دہن و مفلک
 کو آدھن سے کھجلی سواد کھانہ دست پار
 اس سے کھجلی سواد کھانہ دست پار
 اس سے کھجلی سواد کھانہ دست پار

ایک کون میں کات شمشیر گاہ یار کا من غافل گذر جاتا خون صابن میں تار	
رخ لدا پر ہر دم شیا پر غی خیا پر	رہ گیا ہے جل کے سب توں خسار پر جسطح ہوئے جو ہم خواب شب بیدار پر غسل نیت جھکو دینا تحفہ گلزار پر

میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ
 میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ
 میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ
 میں نے غافل کی طرح جاننا تھا کہ

پہلے کہیں بے باغ و بیابان
 یوں ہوسے دل غمزدار
 پانی خلیج چھڑک دے کوئی انگار
 قیاس سوا سب سے بڑا
 قدم ناپوڑین تانہ کین غار
 میرے تانوں سے یہ کی فکر مار
 اس طرح آئے وہ دریا کے بنا کار

<p>صر کی ہے یکہ یہ درج در ہوا پر کی رماقتے میں نہ بتائی جب تلو پر کیجیے نرگس کو صدقے نرگس ہوا پر گل کے اوپر جا پڑے گرا تھو دلوں پر ابر بھی آٹھ آٹھ آنسو دگیا گسا پر چھپے کرتے تھو ہم بھی باغ کی دیوار پر گرتے ہیں گاکا ہزاروں جنس میں ہوا پر چھائے پڑ جائینگے لاکھوں یار کی تلو پر چشمہ شیریں نظر آتا ہر جہا لاکھوں پانی کے گھڑے پر رنگ رفتہ آگیا چھ کھینچتا تصویر بیل بات چلا کر نہیں</p>	<p>خال غنہ خام جو پشت لب دلدار پر کیوں ہوؤں کو تان تو ہو بوسے کی تلو پر وارے گل کو اگر تیرے گل خیار پر مائل حسن نکو ہوں بسکہ باغ دہریا پر برق ہی نالان تھی کل ماتم فراموش یاد آیا میکہ جب کچھ طاقت پروا تھی ایک بھی دیکھانہ ہمنے ہر دم کہ تشری میرے خون گرم میں تاثیر تیرا کی صوت فراد چھ جاتی ہے اکھوں کے تلے ایک قطرہ گر عرق کا اسکو چہرے گرا آمد آمد سکے تیری اویسولے مان خامہ نقاش میں ہوتا جو رنگ اتحاد دردمند عشق کو بالین سے ہٹا دے شور شر</p>
--	---

دیوان خاقل
 ۲۸
 چھپے چھپے و صدف سے گھر تر بار
 گزشتہ آجین اور دل خط بار
 میرے سینے سے نکلیں وہ دم
 تیرا ہی جو بھی ہے تو میں
 تیرے جی میں ہے تو میں
 کہ اسے بھی اپنے ہر گز بار

خاتمہ ہر گز نہیں
 پین پین ہر گز نہیں
 جس اسلام سے نہیں
 ہر گز نہیں

نہ بھی موت منگی ہو اور نہ
 دیا ہے سر راہ نہ کھانے کا
 نہ پانی نہ کھانے کا نہ
 نہ کھانے کا نہ پانی نہ

نہ بھی موت منگی ہو اور نہ
 دیا ہے سر راہ نہ کھانے کا
 نہ پانی نہ کھانے کا نہ
 نہ کھانے کا نہ پانی نہ

مرد صحرائی کو بھی شہر خوش آتا ہو میں	نہ رہے گھوڑے میں لاہور جو کبوتر باہر
قدم اٹھتا نہیں جولے دل دیا نہ ترا	کس پر رہنے میرے سے کیا سراہر
جو تو نگہ سوا سے قید کار لازم ہے	مرد درویش میں ہر ایک میں گہراہر
صبح زن ایسا ہے دریا سے محبت غافل شیکے گرد آب سے نکلے نہ شننا دریاہر	

پڑا ہو عکس کہیں بدن کا گھنگش پر	برابر گداوی نہ نظر آتی ہے سون پر
جستہ ٹھہری ہے بلبس ہو کر کش کش	گر بیان گل نے پیرا چوئی فریادوں میں
اکسا نہیں کہ جس کا گھنگش تو سن پر	گر بیان کہ جو حکم حلقہ فتراک گون پر
بے پروہ در ہو گھنگش کش	گیلے لکڑی کے دیئے پھونچتی تیج برکسوں پر
تارے ہلا کر گھنگش مارا تھا	جو سینہ جل ناہوش شمع سینہ پر
جزرہ لہنتے ماس کی	نچے گریق سے وقفہ حکم بفرم پر
آن دھو خون تھیل لکھ	بھلی لگتی ہے سرخی تیرا تیج سنہ پر
تیج کی انکھ لکھ	جو خون ہم کا قطرہ ورتھان لکھ خون پر

۲۹
 کفن بھی اگر کسی پر تو نہ دے تو نہ
 وہ خون نہ خون نہ خون نہ خون نہ
 کمان چادر چادر چادر چادر
 عیبت پٹھاری زخمیان ماری پر خون
 بلا دم ہوئی تیج کا گویا یہ یاد دہن پر
 ابھی بت کہتے کہ وہ بھی لکھ لکھ
 کفن فاسے میں اور لکھ لکھ لکھ

نہ بھی موت منگی ہو اور نہ
 دیا ہے سر راہ نہ کھانے کا
 نہ پانی نہ کھانے کا نہ
 نہ کھانے کا نہ پانی نہ

کی کیا نسبت کیں عید کے اچھکے
 ہمارے قیامت کیں تارک کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے

صد کھیل میں تارک کے اچھکے
 کہیں اچھکے کہیں اچھکے
 جو قوت تارک کے اچھکے
 دعا و خط جان تارک کے اچھکے
 کہ ہر ماہ میں تارک کے اچھکے
 نظر رکھتے ہیں تارک کے اچھکے
 غبار آ یا کسی سے تارک کے اچھکے
 خراسان طوق ہی تارک کے اچھکے
 گل نر کس کا عالم تارک کے اچھکے
 رفو کرنے کی تارک کے اچھکے
 گلی تصویر کا تارک کے اچھکے
 کہ جسے خوش تارک کے اچھکے
 گرے وہ تارک کے اچھکے

جسے پانا ہوں گے گھر شک نہ ہے
 تری کمال میں نہ کھیکوڑ تارک کے اچھکے
 عداوت کا سبب کیا اچھکے
 پڑا ہے تری سفالی کا جیسے تو عالم میں
 مبارک ہو فرشتہ قائم و نجاب منعم کو
 نہ رہا میں تو کھاتا ہوں مال مفت نیامین
 صفائے قلب سے اچھکے
 اسیر تو ان ہوں کہ نہ قاتل اچھکے
 زبیں ہر انتظار اس گل کس کس کا اچھکے
 دہان یا رسا گم ہے ہمارا زخم نہائی
 حقیقت میں کچھ مطلب نہیں جس کی بازی
 پسینا یوں سیر برد کو منہ پر زب تارک کے اچھکے
 دہان تخم جھٹ ہنویا ہوا جان قیل

کی کیا نسبت کیں عید کے اچھکے
 ہمارے قیامت کیں تارک کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے

کی کیا نسبت کیں عید کے اچھکے
 ہمارے قیامت کیں تارک کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے

کی کیا نسبت کیں عید کے اچھکے
 ہمارے قیامت کیں تارک کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے
 داس سے اچھکے اور اس کے اچھکے
 زور دینے والے اچھکے اور اس کے اچھکے

یہاں سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک

ہر سوج بحر دامن ساحل میں چھپ گئی	چنت کی دیکھ دیکھ تری آسین پہ خط
کھینچا جو کسے یہ تجھے آغوش ہم میں	بابون کے پرگئے ہیں تن نازنین پہ خط

غافل ہے جو جہان میں سلیمان ملک فقر	وہ کھینچتا ہے نسج کا تاج و نگین پہ خط
------------------------------------	---------------------------------------

سوج سرشک ہو جو نہ زنجیر پائے شمع	مجلس میں میری قبر پر رکھو آتش
اس حسن عارضی کو ذرا بھی نہیں فروغ	کب دشنی ہو گر کوئی دنگو جلا شمع
عاشق کے گراثر نوبسوز و گداڑ میں	پروانہ جل مری قوت نہ آنسو بہا شمع
بہ میرے کلمہ آفران کی تیرگی	سائے کا حکم رکھتی ہو جیسے شمع
چہ اور کبھی گریاں بیان میں	کھلتا نہیں کسی پہ بیان جلا شمع
رہے ہیں جو رو ملک پری	دیکھا نہ جز پتنگ کوئی تہلا شمع
ساک ہے چاک جیب صبح	شام سیاہ پوش ہو مر مر تلے شمع
یہ کہہ کیوں ہو تو ای پتنگ	دیکھا نہیں جو آنکھ ہو تو نہ سو شمع
لگا اسکو دیکھ کر	آہ سپید میں خار ہوں قہر ہو فدا شمع

یہاں سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک

۳۳
 دیوان غافل
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک

یہاں سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک
 ہر جگہ سے لے کر وہاں تک

بہارِ ناز و رخسارِ گلشنِ گلشن
 بزمِ شاد و شاد و شاد و شاد
 بزمِ شاد و شاد و شاد و شاد
 بزمِ شاد و شاد و شاد و شاد

روشنی کیا چاہیے ہم تیرے روزِ تگ و تنگ سینہ و ساعد کی تیری اللہ اللہ ری ضیا کار و رخن کے راہِ گریہ بلبلِ عشق کیا مداوا دے کرے سوزِ دل پر دانہ کا غم میں پروانے کو رو یا شب ہمارے قریب گور سے بھی تیرگی اذیبت کہ تھی تھیں خون کہ تی تو ہم مجبور ہیں ورنہ بیان سحرِ تن محروم کا ناپسند دل جلا نوحہ ین ۶	و سہل تیری جلا تو ہر پہنستان میں چراغ آستین میں شمع روشن ہو کر یا نہیں چراغ کیونچہ جو دگر دہن ہر شگستہ نہیں چراغ سقد رکھتا نہیں تو خول رہا نہیں چراغ دیکھ گشت تاسف کو دند نہیں چراغ ہمنے گھر اگر جلائے روز ہر اینچ چراغ ہستی و قسح ہر ہریش یوان میں چراغ تاج کی کا فوریلے جسم سوزان میں چراغ صبح تک ہشتار یا سہل نیاز نہیں چراغ پیرو پروانہ نہان کھتا ہر دامن میں چراغ نگیا ہر نقش پا اسکا یا یا نہیں چراغ ماتم آتاکہ ہر شام غربا تین چراغ جلتے دیکھا ایک منم کے نہ او نہیں چراغ
---	--

بہارِ ناز و رخسارِ گلشن
 بزمِ شاد و شاد و شاد و شاد
 بزمِ شاد و شاد و شاد و شاد
 بزمِ شاد و شاد و شاد و شاد

۳۵
 دیوانِ غافل
 گردشِ فلک کی کرتی ہے کارِ زمان
 جاسے ہے کون ہو ابر سے بار کو
 پچھانے وہ اسے کہ ہو قدرتِ دان
 یلِ فلک بھی لائے نصرت کی جگہ پہ
 غافل جلاہ کیسے کہے آستان
 خصلِ دیوانہ گلشن میں کیے آستان
 انار سے نغمہ و دانہ و دانہ و دانہ
 انار سے نغمہ و دانہ و دانہ و دانہ
 انار سے نغمہ و دانہ و دانہ و دانہ
 انار سے نغمہ و دانہ و دانہ و دانہ

دیوانِ غافل
 بزمِ شاد و شاد و شاد و شاد
 بزمِ شاد و شاد و شاد و شاد
 بزمِ شاد و شاد و شاد و شاد

گھر نہ تو بیرون کا نہ اس کے آگے واپس
 کیا جو وہ کہے گا بیرون کا نہ اس کے آگے واپس
 کیا جو وہ کہے گا بیرون کا نہ اس کے آگے واپس
 کیا جو وہ کہے گا بیرون کا نہ اس کے آگے واپس

وہ آئے تھے کہ وہ آئے تھے کہ وہ آئے تھے
 وہ آئے تھے کہ وہ آئے تھے کہ وہ آئے تھے
 وہ آئے تھے کہ وہ آئے تھے کہ وہ آئے تھے
 وہ آئے تھے کہ وہ آئے تھے کہ وہ آئے تھے

۳۷
 زبانِ خاکی

پہلے اس کے سر پہ تھے تین گانے
 پہلے اس کے سر پہ تھے تین گانے
 پہلے اس کے سر پہ تھے تین گانے
 پہلے اس کے سر پہ تھے تین گانے

اپنے رونے کی غافل کچھ بھی ہے قریب خون میں تر تو دامن سے ہو گیا گریبان تک	
چشمِ فونبار سے نہ کھوپانی ایک شست و سوانہ اعمال کی جس سے ہو سکے لاکھ پانی سے میں جو باندھ چکا زخم کا خون آج تک شکِ مرئی آنکھ سے کرتے ہیں غیب تاکر ابرو پر نہ آتا تو برس سوار ہم تری چال سے لے کیونکہ نہ ماریں چوچ	ابر ہر خند کرے اپنا لوی پانی ایک بریل و ابرو گرم چھپو تو پانی ایک کام آیا نہ مرے وقت رفو پانی ایک خوف میں نہ پڑے کھتا ہو پانی ایک نہوا موجِ زمان تا بگلو پانی ایک بازی دشوار ہو تجھ سے تو پانی ایک
باری مرغِ مین بھی مار رہی غافل کی تجھ سے جتنا نہ وہ او سر بردہ جو پانی ایک	
شک و سز کا نہیں لگی لگ بن کلو ہے نہ شعلہ اٹھے ہو ہن پرواغ کی خبر کی	شبِ نیم کو کہیں بھی نہ تائیں لگی لگ یہ طرفہ ہمارے دل لالہ میں لگی لگ وہاں سے بھجائی تو گریبان میں لگی لگ

اب اس کے سر پہ تھے تین گانے
 اب اس کے سر پہ تھے تین گانے
 اب اس کے سر پہ تھے تین گانے
 اب اس کے سر پہ تھے تین گانے

کون سا نہ خوش آئے نہ بچکوار غافل
جو گوش دل سے سنے تو ذرا ہمارا حال

بیل کی سیر کر کے
مکڑیا بینہ سے
خاک میں بولے
نشتہ سے چھوڑا
بیل کی سیر کر کے
مکڑیا بینہ سے
خاک میں بولے
نشتہ سے چھوڑا

کون سا نہ خوش آئے نہ بچکوار غافل
جو گوش دل سے سنے تو ذرا ہمارا حال

قصص ملکہ کا سوا گستاخانہ کی حاصل نہیں کچھ دیدہ عاشق تھا عکاس کی کہیں نفس کی آمد و شد پر خیر نفس میں تھی ور زندان تلک لڑکی بھی تھا نہیں نہیں مالا یا کہ کسی نے نہ کسی گل پر تو عاشق ہے نسب یہ رور و درگستا ہے	وہ اگلے چھ چھوڑا دو دنوں سے کیا حاصل جو تہہ آئینہ دیکھا تو شکر کا کی حاصل تیرو بیار کو آئینہ دکھلاؤ سے کیا حاصل ہمارے یاد لگی زنجیر کو ان سے کیا حاصل تجھے اے لالہ میری طرح گل کھاؤ سے کیا حاصل جہاں آگ کو جو ہم تو پیراؤ سے کیا حاصل صبا کو طرہ سنس کے سجھاؤ سے کیا حاصل مجھے ہر تانا بانج میں جان سے کیا حاصل
---	--

۳۹ دیوان خاقل
خبر کا صوفی پنگا دکھا دامن قافل
چھین چھین کن کی اری پہریم ذبح
اک کشتہ لکڑی ار بنا دامن قافل
پہ پاس دب تھا دم بسلی جھے یارہ
ہر گز نہ سافون کو بھرا دامن قافل
دھون کی آئی ہے سبھ لاج قافل
چھوٹی آئی ہے شاید کہ جہن سے
امین فون کو دیا چھیا یا قافل
کون سے لکڑی لکڑی قافل
یہ داری کو دیکھو دامن قافل
اک باغ میں وہ دیکھو دامن قافل
آنا جو نہ خاقل تیار دامن قافل
ہر گز نہ خاقل تیار دامن قافل
کون سے لکڑی لکڑی قافل
یہ داری کو دیکھو دامن قافل

اسے غافل عیان ہو گیا نور صبح
تاریکی میں گھبرانے سے کیا حاصل
گل گرتے ہیں کلف و شربت سے ہو گل

یہ داری کو دیکھو دامن قافل
اک باغ میں وہ دیکھو دامن قافل
آنا جو نہ خاقل تیار دامن قافل
ہر گز نہ خاقل تیار دامن قافل
کون سے لکڑی لکڑی قافل
یہ داری کو دیکھو دامن قافل

غافل نہیں ہوا اپنے زمانہ کی بات دہرا کر
 غافل نہیں ہوا اپنے زمانہ کی بات دہرا کر
 غافل نہیں ہوا اپنے زمانہ کی بات دہرا کر

<p>قطرہ اشک شمع کے اندر آ کے دنیا میں یہ عداوت امر و زور پہ کچھ نہیں موقوف</p>	<p>ساکب منزل فنا میں ہم دار و کاروان سہرا میں ہم اچھی صورت کے آتشا میں ہم</p>
<p>خون محشر بے کیا ہمیں غافل پسیر و آل مصطفیٰ میں ہم</p>	
<p>ہو گی شب فراق نہ شور و شب سے کم مانے فدا کیوں چلین کے بل مان بوسے کو نام سے بھی جو نصرت ہو بار کو اس کے نگاہ مہلت کی بید کیا کہیں کشتہ اسی کو جانیو تیغ نگاہ کا جبکہ کہ اگلی چن جن میں خزان دنیا میں مجھ کو شادی غم ایک سارا ہم مقتدر ہوں تب اس شوق کے دہرہ</p>	<p>یہ رات تو نہیں ہو قیامت کی شب کم کو چہ نہیں ہو بار کا جاے ادب کا اپنی ہی لب کو ملنے دہرہ عاشق کو گھورتا زخمی جو پہنچا آئینہ سمجھا ہمسے</p>

ہم نہیں ہو چھوڑی سب سے کام
 ہر کام ہماری ہو چھوڑی سب سے کام
 ہر کام ہماری ہو چھوڑی سب سے کام

دیوان غافل
 ۳۲
 ہر کام ہماری ہو چھوڑی سب سے کام
 ہر کام ہماری ہو چھوڑی سب سے کام
 ہر کام ہماری ہو چھوڑی سب سے کام

غافل نہیں ہوا اپنے زمانہ کی بات دہرا کر
 غافل نہیں ہوا اپنے زمانہ کی بات دہرا کر
 غافل نہیں ہوا اپنے زمانہ کی بات دہرا کر

میں نے تجھے دیکھا ہے کبھی تو
 میں نے تجھے دیکھا ہے کبھی تو
 میں نے تجھے دیکھا ہے کبھی تو
 میں نے تجھے دیکھا ہے کبھی تو

جلا رہا ہے فلک بیکسا نہ کیوں مجھ کو	چراغ کو نہ شمع مزار ہوں میں
نہ کو کہیں سے ہر نسبت تجھ کو نہ مجھ کو	نہ تو عشق میں کیتا و روزگار ہوں میں
اگرچہ شمع نہ لاکھ بار کٹ جاے	قدم ہنگامہ میرا وہ سرگرا ہوں میں
غور و حس سے لیلی کو یہ نہ دھیان آیا	پیادہ قیس چراغ مازقہ پر ہوں میں
نگاہ لطف جو کرتے نہیں بتاؤں کریں	خدا کے فضل و کرم کا یہاں ہوں میں
نہیں یہ سید سے کہیں جس کی فرہمیا نہیں	گناہگار و نہیں ایسا یہاں ہوں میں
زبکہ میں اٹھاتی ہے لذت بیدار	گناہے اور کو بھی تیرے شکا ہوں میں
بھیر گئی سو بار ڈھونڈ کر مجھ کو	فراق یار میں یہ ناتوان ہوں میں
اک دم تو مجھ کو باد خیزاں	کہ اس چمن گل آفر بہا ہوں میں
لو نہ زندہ نہ تھا تھا	دکھاؤں مجھ کو کیا منہ کہ ہمارا ہوں میں
ہیہ سیرانی	کوئی تو سامنے ہے جو دوچار ہوں میں
ہال پرے	جہل نہ جس سے پر گاہ دہ شرار ہوں میں
آریاں کی	بنیرا تھ گناہے ہی تار تار ہوں میں

میں نے تجھے دیکھا ہے کبھی تو
 میں نے تجھے دیکھا ہے کبھی تو
 میں نے تجھے دیکھا ہے کبھی تو
 میں نے تجھے دیکھا ہے کبھی تو

بے خطو مجھ کا آئے دیرا بھٹاؤں
 دیکھا کہ کس نے کس کا کیا بھٹاؤں
 خاشاک میں کس نے کس کا کیا بھٹاؤں
 تری چشم سے کس نے کس کا کیا بھٹاؤں
 ہوا کہ کس نے کس کا کیا بھٹاؤں
 اگرچہ اب کس نے کس کا کیا بھٹاؤں
 مقام امتحان میں دیکھا کہ کس کا کیا بھٹاؤں
 رشتہ دیکھ کہ کس نے کس کا کیا بھٹاؤں

ان کو دیکھا ہے کبھی تو
 میں نے تجھے دیکھا ہے کبھی تو
 میں نے تجھے دیکھا ہے کبھی تو
 میں نے تجھے دیکھا ہے کبھی تو

درینے کو دیکھ کر کہیں
 سحر قل وہ ہوتا کر کہیں
 بات بھی لب تک اتی نہیں کہیں
 کتا خویان جہان تنگ زبان کہیں
 جس سے بادوں میں کیا کہیں
 نام بھی غافل وہ زبان کہیں
 کہیں رخسار پر وہ چہرہ کہیں
 ہر ساک غفل کو پر دانہ بنادوں
 ان غفل کے لادوں کو یک زعم میں بنادوں

شوق نظارہ قاتل چو لیں از فرج تھا	کیوں گھلی رکھیں میری تہہ خنجر نکھیں
کشتہ خیم ترا جان کے آہوے ختن	سنگ تربت و مری ملتے ہیں انکھیں
دیکھ کہ خیم خاری کی تری سرخی کو	شرم و کار سے چرا دی ہیں کہیں
کہیں لیلی کے تو آنے کی خبر آج نہ ہو	آہوے نبی بچھا تے ہیں میں پر نہیں
دوستان کو جو میں یاد کروں اس قاتی	وہیں جہاں میں مری غلو سیاہ نکھیں
شیفتہ صورت خوبان پیوتا ہرگز	صانع خلق بناتا نہ مری گر نکھیں

دید گلزار جہان اور بھی کرے غافل
بند ہو جائیں گی اک روز مقرر نکھیں

کون کتا جو کہ ہم عشق نمان کہتے ہیں	اشک خسار و پندہ ہو ٹھون پھنار
نیج ابرو پہ کھنڈا تانا تان کہتے ہیں	نہ تو تلو اور نہ خنجر نہ سنا
دیکھ لے لالہ و طاووس بھی چھپ سکے	یہ ہمیں ہیں تری داغ
اثر روز جدائی سے وہ جل جاتے ہیں	یار تربت پر مری پھوٹا
کافضل ہی سے جا اچھوٹاں پس گ دیا	میری چھاتی پہ یہ کہ

دیوان غافل
 ۳۴
 جو جسے جالب کو آج بجا دیں
 نفسہ میں خویان کے اعجاز الہی
 زندہ و کرم میں وہ مریو جاد دیں
 جو جسے بیجا کو نفست نہ دیں
 تصویر اگر نہ ہی ہم کو کجا دیں
 کج کی طرف ہم اسفل کو بجا دیں
 آج سے ہم اپنی گردن کو بجا دیں
 ان کو گون سے کیا کہیں
 جو خط بھی کہیں جو خط بھی کہیں
 وہ کو گون سے کیا کہیں

دیوان غافل
 ۳۵
 جو جسے جالب کو آج بجا دیں
 نفسہ میں خویان کے اعجاز الہی
 زندہ و کرم میں وہ مریو جاد دیں
 جو جسے بیجا کو نفست نہ دیں
 تصویر اگر نہ ہی ہم کو کجا دیں
 کج کی طرف ہم اسفل کو بجا دیں
 آج سے ہم اپنی گردن کو بجا دیں
 ان کو گون سے کیا کہیں
 جو خط بھی کہیں جو خط بھی کہیں
 وہ کو گون سے کیا کہیں

کائنات ہی نے کئی دنیاؤں کو بنایا ہے
 اس کے سامنے کئی عالم ہیں
 حلقہ چمک رہی ہے
 نام کی طرح ہے
 حلقہ چمک رہی ہے
 نام کی طرح ہے

وصل کی شب نہ بھولنے دو اپنا کام حلقہ گیسو تو کیوں تیار دست غریب میری دشت بیکھر آو بھی تیرا ایک عالم ہے منور نور حسن یا رسک کہنے بیڑھو نا کو بنایا دم میں سیدھا کار	ہم ہیں یا تم ہو بیان دور کوئی ناخبر ہم اسی پر رو دیو کے شایان تو خاتم نہیں چو کری بھیجے ہیں اسی کہ تار ہم نہیں کون ہی جا پر تو انگن نیلے غم نہیں کون سے سرکش کی گردن اسکا گم نہیں
--	---

جان بلب ہے ہم غافل فرقت مشوق میں گری اسکا فاضل ہے تو اک دن ہم نہیں

حوس سے خالی کوئی ہی کو ہم نہیں ہم فراق یار میں مے سو بھی کچھ کم نہیں میں مجھ کوں جو صبر بیان ہی کا غم نہیں کب سے خط میں تم حال دل پر غم نہیں یار نے نشان چھڑکی زلف میں غم نہیں ہے منور نوح میرا دیدہ پر غم نہیں	بے غرض ہو تو چھو بندہ خدا کو کم نہیں جیون گلی تھو میرے گرن میں غم نہیں گردھرا کی لباس فاخرہ کونسا ہے دائرہ جودا کوڑیا لاسا نہ ہو کچھ کونسا آسو کا قطرہ
--	---

دیوان غافل
 ۸۴

ایک دن میں نے اپنے دل کو
 لکھا تھا کہ میں نے
 کون سا کوئی
 ناخن نہ لگاؤ
 عقده غافل سے
 ایک دن میں نے اپنے دل کو
 لکھا تھا کہ میں نے
 کون سا کوئی
 ناخن نہ لگاؤ
 عقده غافل سے

ایک دن میں نے اپنے دل کو
 لکھا تھا کہ میں نے
 کون سا کوئی
 ناخن نہ لگاؤ
 عقده غافل سے

کافی سے نظر کے پاسی کی آواز میں
کیا ہوا تھا وہ مقابل تیرا ہوا تھا
یادوں پر تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
امری میں تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
کشتی تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
جھوٹا تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
یہ وہ تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
اگر تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا

کیونکہ ترکش کا گمان ہو کہ ہر گز کہ اس پر
کہ تیرے تیرے کوئی سے میں سے خانے
کام آیا نہ بڑے وقت کوئی اسے غافل
نہیں معلوم یہ اپنے ہیں کہ بیگانے ہیں

بتلا رنج سکافات میں فرما ہے میں گل عارض کہی کہی میں گل کھاتے ہیں غلتیہ کفر ہے یہ دور تہان میں بند کسی آمد ہے جو ساقی نے نکالت کیسی خوش نصیب کو جو ہون مریں مکان میں ان تینگوں سے بہین ہاؤ میں کیا نسبت آمد آمد جو سنی و تیری اور غرت شمع اب بھی باز آئے اگر تیرے ہنسے ہوش پیسے کچھ شک نہ مت کا نہ حال چو نظر تیری شیراز کی میں کیا جنت میں	پیش چشم سے فارغ ہیں جو دیوانے داغ تو لالہ کھوئی کو دکھلاتے ایک کبہ ہر اگر لاکھ صنف خانے کہ گلابی ہیں سو سرمی پیمانے میں جو تیس سے زائد وہ کوئی دوائے ہم چرخ پر زور نے پرولنے مستحکم آج مرے نرم میں پر واد دہی باتیں ہی چرخے دیو ہونگے سر نیز قیامت کو کہ عروان ہستی میں
---	--

کافی سے نظر کے پاسی کی آواز میں
کیا ہوا تھا وہ مقابل تیرا ہوا تھا
یادوں پر تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
امری میں تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
کشتی تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
جھوٹا تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
یہ وہ تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
اگر تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا

عروان غافل
ناتہ اسکاں کی طرح تیرے
ناتہ اسکاں کی طرح تیرے
ناتہ اسکاں کی طرح تیرے
ناتہ اسکاں کی طرح تیرے
ناتہ اسکاں کی طرح تیرے
ناتہ اسکاں کی طرح تیرے
ناتہ اسکاں کی طرح تیرے
ناتہ اسکاں کی طرح تیرے

کافی سے نظر کے پاسی کی آواز میں
کیا ہوا تھا وہ مقابل تیرا ہوا تھا
یادوں پر تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
امری میں تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
کشتی تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
جھوٹا تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
یہ وہ تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا
اگر تیرا ہوا تھا تیرا ہوا تھا

آب باران غلبت با وجود اسافل
 رفتن غلبه کردی تشنگی بر
 زلف آب در گردن من
 زلف آب در گردن من
 زلف آب در گردن من

آب باران غلبت با وجود اسافل
 رفتن غلبه کردی تشنگی بر
 زلف آب در گردن من
 زلف آب در گردن من
 زلف آب در گردن من

دوایان خاص

۵۱

آب باران غلبت با وجود اسافل
 رفتن غلبه کردی تشنگی بر
 زلف آب در گردن من
 زلف آب در گردن من
 زلف آب در گردن من

کسیکه او بر محکوبی کماکان بود نهان
 عضو مضمون من انکار استخوان نهان
 در رتبه اناطون اسن تو گراں مع نهان
 کب گلی من اسکے شور الامان بود نهان
 کیون یں مضمون تیر شوق اسما بود نهان
 لاکھ پر دین چھپا پریناں مع نهان
 جو فوکش اسین دم کا کاروان مع نهان
 ایک لیل کا جی جی پریشیاں تو نهان
 ہو گیا جو پیرہ ہر گرہوان مع نهان
 ہر قدر بیار از رونا تو ان ہوتا نهان
 دویشیاں تو مجھے کاشان مع نهان
 برچہ گلشن کہ جو ہر گرہوان مع نهان
 آگے نیچے و چو جاتی میں سبیر درین

دوست کما چارون فہم جان ہوتا نهان
 نرمی اندام خواب پر یہ ہوتا ہوا گمان
 شرم عصیان جھکی ہر ہفتہ گردن می
 کب غریبوں پر نہیں ہوتا و اماں تیا علم
 روز ہجران میں فی سار و خضر کے آثار میں
 حسن شو ہے اگر کوئی زر گل کی طرح
 کیا سرائے پر چڑھنے اپنا یہ جسم گلی
 ہم تو اس گلزار میں کوئی بنی بوداں
 کس طرح شکر گذشتہ کی تلافی کیجیے
 میں چھوڑتی ہوں ہر چیز
 تیرے لیے ہوں سب کچھ کر دینا
 رات رنگین کی بہا
 یہ طریقہ میری زندگی

آب باران غلبت با وجود اسافل
 رفتن غلبه کردی تشنگی بر
 زلف آب در گردن من
 زلف آب در گردن من
 زلف آب در گردن من

ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر

ہر دم نہیں فیک نہیں ہم زبان نہیں جس جا قبول طاعت گرجا نہیں کیا اس میں میں مرغ کس آشیان نہیں دل کے سوا زما نہیں کسا کان نہیں جانا ہر ناقہ لیلی کا اور ساربان نہیں درکار اس سفر کے لیے کاروان نہیں محکوم نامع صحبت نواب ندان نہیں	کہیں کہیں کیونکہ نگہ تیرے دل کے وہاں وہاں کون پوچھے خبر و نیاز فقیر کو مجھ ناکش کی کوئی بھگتا نہیں بان سبھو نہ دھتے ہیں کہ تیرا خیال میرے جسے جھوٹے کوئی کہ نہ لیا لو کا وقت ملک عدم کو جانے کو کیا ساتھ چاہیے سولت گری کاہری یا نہت پوچھیے
---	---

ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر

خاف نہ پوچھ تجھے تو بہ صف دران بار احوال عجیب ہے یہ کسی پر عیان نہیں	ہر کسے شوق شہادت میں خیال گردان تیرہ بختی کو مرے جسے ماحصل قبول تیغ تو اسہد سجد کر کے لگانا جلاد پردہ شب میں کوئی نور عمر چھپتا ہے
---	---

ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر

ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر
 ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر ہر شخص کی ہر بات کو سن کر

اے عالم دین! میں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ
 اگر کوئی شخص اس کتاب کو پڑھے تو اس کا دل
 پاک ہو جائے گا اور اس کی ہر بات پر عمل کرے
 تو اس کی زندگی میں ہی جنت کی خوشیاں
 حاصل ہوں گی۔ آمین

<p> مائتہ ایک دن قلم تھارے ہیں خوب ہی پیچ و خم تھا اسے ہیں گشتہ تیغ عسکرم تھا اسے ہیں </p>	<p> خط نویسی یہ سہ قوت شاقہ دل نہ سبھا انجھ کے لئے زلف اسے خوشحال نکاجو خان </p>
<p> رات روئے نہیں تو کیوں غافل دامن و جیب تم تھا اسے ہیں </p>	
<p> عدا کر اپو ہیں مجھوں ہیں فرادین گل بہن پیچھے ہیں استادہ ہیں شادین قید کی لذت کیا جانیں جو آزار ہیں دروشل فراسر ہم لب کام کیا اسے کہم تو گشتہ میری واسے ناگوار خا غصہ غصہ تو مجھے وہ بھی ہنشان تو </p>	<p> کوہ و جھراک ہار و دم سوار تباہ ہیں مجلس نگین خوبان کم نہیں گلزار سے مالہ زینچہ مجھوں سے یہ اتنی عرصہ پارس ناموس فانا میں کھتا ہوں راوہو اسے لگا کہ کیا ہو چکا ہے ہر تھیں قیدی قفس سے جلد میں آزاد ہیں کہنے یا رہا زکے ماند تھیرا ہے مجھے دیکھنے کی ترے کس کس کو نہیں جو آرزو </p>

اور اب اگر کوئی شخص اس کتاب کو پڑھے
 تو اس کی ہر بات پر عمل کرے تو اس کی
 زندگی میں ہی جنت کی خوشیاں حاصل
 ہوں گی۔ آمین

دیوان غافل
 ۵۶

اے عالم دین! میں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ
 اگر کوئی شخص اس کتاب کو پڑھے تو اس کا دل
 پاک ہو جائے گا اور اس کی ہر بات پر عمل کرے
 تو اس کی زندگی میں ہی جنت کی خوشیاں
 حاصل ہوں گی۔ آمین

دست خون سے لکھ کر بیان ہے اندون
 اس سے اندون نہ لکھ کر بیان ہے اندون
 غافل نہ سوچیں کی کر بیان ہے اندون
 کسے نہیں کے دیدہ گر بیان ہے اندون
 خوش بہار لالہ در بیان ہے اندون
 سحر تل میں در بیان ہے اندون
 آنکھوں کے کھارہ سے کبھی بیان ہے اندون
 مجموعہ قواس پریشان سے اندون
 جنون کے بند ہو کر غافل ہی خون

چھپ چھپ گیا ہوا قہریلی غبار میں	افندی شرم حسن کہ جنون کو دیکھ کر
بغدی لگا کے پیچھے جو پاسے گار میں	تلو ونگ میر تو لگی ماری ترک کے
کیا کیا ہیں جہتیں لالہ میدان میں	شوق شراب خواہش بوس کنار میں
اک قطرہ خون نہیں ہر دم سے جسم ار میں	دعوت کسی کے خج پیکان کی کیا کر میں
میں مر گیا ہوں حسرت بوس کنار میں	یکسان میں سے قبر کو میری بنائو
آرام کچھ ملا بھی تو کچھ مزار میں	اس عالم فنا میں تو پایا نہ بھیج میں
کرتے نہیں ہیں فرق وہ کچھ نور و نار میں	نسبت پری ہو دیتے ہیں اور جو کچھ
نامرد کا نہ ٹھہرے قدم کارزار میں	سرکھ پہن سے موکر آدھ عشق میں

دست خون سے لکھ کر بیان ہے اندون
 اس سے اندون نہ لکھ کر بیان ہے اندون
 غافل نہ سوچیں کی کر بیان ہے اندون
 کسے نہیں کے دیدہ گر بیان ہے اندون
 خوش بہار لالہ در بیان ہے اندون
 سحر تل میں در بیان ہے اندون
 آنکھوں کے کھارہ سے کبھی بیان ہے اندون
 مجموعہ قواس پریشان سے اندون
 جنون کے بند ہو کر غافل ہی خون

دیوان غافل
 ۶۰

اسے غیرت سیخ خبر اسکی جلد کے	
غافل تڑپ ماہو ترے انتظار میں	
تراشک خون سے گوشہ دامن ہر اندون	کیا آب رنگ پر یہ گدا
غنیہ کی طعنے چاک گر بیان ہر اندون	خوش جو کچھ فہرہ ہما
کیا سبب لشک زمرے ہوا کی راہ لی	کو سون تلک ج نہ

دست خون سے لکھ کر بیان ہے اندون
 اس سے اندون نہ لکھ کر بیان ہے اندون
 غافل نہ سوچیں کی کر بیان ہے اندون
 کسے نہیں کے دیدہ گر بیان ہے اندون
 خوش بہار لالہ در بیان ہے اندون
 سحر تل میں در بیان ہے اندون
 آنکھوں کے کھارہ سے کبھی بیان ہے اندون
 مجموعہ قواس پریشان سے اندون
 جنون کے بند ہو کر غافل ہی خون

دست خون سے لکھ کر بیان ہے اندون
 اس سے اندون نہ لکھ کر بیان ہے اندون
 غافل نہ سوچیں کی کر بیان ہے اندون
 کسے نہیں کے دیدہ گر بیان ہے اندون
 خوش بہار لالہ در بیان ہے اندون
 سحر تل میں در بیان ہے اندون
 آنکھوں کے کھارہ سے کبھی بیان ہے اندون
 مجموعہ قواس پریشان سے اندون
 جنون کے بند ہو کر غافل ہی خون

جنگل انجمن کے لئے ایک نیا مکان بنایا گیا ہے جس میں ایک بڑا کھانا خانہ اور ایک کلاس روم ہے۔ یہ مکان انجمن کے لئے ایک بڑا فائدہ ہے۔

انجمن کے لئے ایک نیا مکان بنایا گیا ہے جس میں ایک بڑا کھانا خانہ اور ایک کلاس روم ہے۔ یہ مکان انجمن کے لئے ایک بڑا فائدہ ہے۔

سبا و غیر اس کو بھی کنا یہ حاصل کیے	کسی کو بار سے نار ہو جاؤ امان مجھ کو
میری دیوانہ پن پر اور ہی خوش فرماؤ	جو ان گنتی اور ہی میں بھی طبع ان کو
نہیں لیتا ہوں بسے بسے شمار کس کے	کسی کے عارف نگین کا جو سپر گان مجھ کو
نہیں معلوم کئے شعلہ کو میرے بھگیا	تو درویش گسٹو جا ہورہ کھیا امان مجھ کو
وہ قاتل ہو اگر میری خون کی پاسبان ہے	نظر آتے ہیں خیم جان میں آسمان مجھ کو
یہی رفتار تا تو دیکھ محض میں خیم جان کی	کر کی ایک دن سویشتم خون نشان کو
صد ہونے پر خوش ہو کر کھانے کی	نہیں بھاتی خواہیں تیری طرف ان کو

۶۳

تمنا ہے کہ تانگی نہیں ہو اور کچھ اسے خاف
و گمانی فکر نگین سے بہار بوستان مجھ کو

نہیں چوسا اگر اسے زبان خار ہوا کو
اؤن پتا ویش ان میں نہ وصل کی سبب

چلے تیرے تجلی سے نہ آئی آج سوئی کو	پتہ پتہ ہوا سنا پتہ پتہ کو
کہ سدا اک سوزن ہوئی پتے بچا کو	ایک کر اور اپنا دیا کو
بھستہ تو جھانک پتہ پتہ کو	پتہ پتہ ہوا سنا پتہ پتہ کو
نہیں سب سے کسی سے خفی طالع میں کو	نہیں سب سے کسی سے خفی طالع میں کو

انجمن کے لئے ایک نیا مکان بنایا گیا ہے جس میں ایک بڑا کھانا خانہ اور ایک کلاس روم ہے۔ یہ مکان انجمن کے لئے ایک بڑا فائدہ ہے۔

کسی محبوب کی تیغ ناک کا کھاد و جردن
 اسیر غنیمت سے اس قدر ماند قمری ہون
 کراست اپنی اسے شیخ صاحب ہم نہ مانینگے
 ہزاروں گچہ دیوانے ہو تو پیرانہ زمین

دکھائیں گے نہ یہ غم نہانی چشم سوزن کو
 نکال دیا کوئی گردن میری طاق گردن کو
 مسلمان آج تک تنو کیا ہر کس ہم کو
 ہم ہی نے اک کیا آباد چھوڑ کر مسکن کو

عداوت جو رکھے اس سے عداوت آپ بھی کیجیے
 یہ نادانی ہے اور شافل سمجھا دشت دشمن کو

نفرت جانا اسے جعدہ آستان یار کو
 دید باری کی مگر رہو وہ خود یار کو
 اس کا کوئی خواہش نہ خواہش یار کو
 اباہر دن آپ رنگ پر گلزار کو
 ہے منزل مقصود کو یار کو
 ہو وہ زندہ نہ ہو مگر کو تجھے
 یہ درویش کس حساب میں

جو لباس کہہ سبھا سایہ دیوار کو
 بند ابرک سے کیا جو روزن دیوار کو
 کلک قدرت کے لکھا جو اس خط گلزار کو
 ابجو کس نے بنایا دیدہ خوبار کو
 ہے چمن بلبس کو اور دراز شفا بجا کو
 ہو وہ چکا دیکھنے جانے تو جس بجا کو
 خوب سمجھنے جلایا مرغ آتشخوار کو

جدا ہے وہ عداوت کو چاہیں
 جانا ہے وہ عداوت کو چاہیں
 جانا ہے وہ عداوت کو چاہیں
 جانا ہے وہ عداوت کو چاہیں

کیا کہ بیان میں چھادوں یہ سب غم و غنا
 اس کی ترسٹھی بلکوں میں سب غم و غنا
 غم و غنا میں بسا یا غم و غنا
 غم و غنا میں بسا یا غم و غنا
 غم و غنا میں بسا یا غم و غنا
 غم و غنا میں بسا یا غم و غنا

دیوانہ خانہ

فراق غم میں کھینچا کرتا ہے
 دل کا رونا دھونا کرتا ہے
 غم کی آگ میں جلا کر دیتا ہے
 دل کا رونا دھونا کرتا ہے

تج کے مانند تھی سرشتی اچھی نہیں
 جیسے غم زخمی ہوئے تیج نگاہ سے

سپرہ ہے نکتہ چین مستی روشن آفتاب
 کیا نظر آتا ہے غافل یہ ہے نور کو

دست زنگیں ہے چھپا یا چہرہ پر نور کو	گردیا گل شمع ایم ہے چراغ طور کو
محبوب کے شیر سے فرنا دجو فردوس میں	قصر سیر میں کا مگر تھما ہر قصر کو
ہوا کا کر سیر ہو ٹول میں بحجم آرزو	کسے در بستہ رکھا ہو خانہ معمر کو
پیر و روستا تیشیں ہر خط کی ہو کنیا کو	بے دھان بکھا ہو اکثر شعلہ کافور کو
ماخوذ ہے ہنسن بھی کوئی تیج تیز تر	زخم کاری کر دیا ہو سینے کو ناسو کو
بکلیا چاہو تو کر تھمت قبول	لے دیکھا ہو دھینہ بشتہ خرد کو
ی آہ فانی میں شبتا رفق	میں موج ہ فرنا د کا ما جسے کو طور کو
اچھے پیدا اگر ہو سکال	پختگی کرتی ہو زائل ترشی انگور کو
جھجھکتے ہیں اک دنیا ہو یہ	ایسے بخود ہو گئے پیکر سے منھ کو

یہ ہے غم کی آگ میں جلا کر دیتا ہے
 دل کا رونا دھونا کرتا ہے
 غم کی آگ میں جلا کر دیتا ہے
 دل کا رونا دھونا کرتا ہے

49
 غم کی آگ میں جلا کر دیتا ہے
 دل کا رونا دھونا کرتا ہے

غامت ہی میں بکھا ہو تھکے ہو پیکر کو
 در انداز کا تر دھن جہاں ہو پیکر کو
 گشتار ان کیس کو رہا ہو گشت کو
 گشتہ خار طکاری ہوئی کی طعنے زلف کو
 وہ وہ رونا دھونا کی طعنے زلف کو
 جو اہم دہن کی طعنے زلف کو

دل کا رونا دھونا کرتا ہے
 غم کی آگ میں جلا کر دیتا ہے
 دل کا رونا دھونا کرتا ہے
 غم کی آگ میں جلا کر دیتا ہے

<p>چاہو تو نہیں دیکھو کہ قاتل کیسے اپنے خون کو ہاتھوں سے دھو کر ہاتھوں سے دھو کر</p>	<p>مست گئے ہیں گنتے گنتے روزا وہ سال کو زیبہ پالنے کیا ہو کم صدہ اطفال کو</p>	<p>خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں</p>
<p>تظار یا دین اپنے خط گشت دست بخت خواہ کیسے کا نامہ جو کو فوج کا</p>	<p>مست گئے ہیں گنتے گنتے روزا وہ سال کو زیبہ پالنے کیا ہو کم صدہ اطفال کو</p>	<p>خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں</p>
<p>قطع کرنا رشتہ الفت کا غافل غریب کون ساتھ اپنے لگا کر رکھے اس جنجال کو</p>	<p>قطع کرنا رشتہ الفت کا غافل غریب کون ساتھ اپنے لگا کر رکھے اس جنجال کو</p>	<p>خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں</p>
<p>جائے قلم اگر گریں بر گ سمن نہو رکھ دو ہین دینچین جو نہیں کفن نہو برسوں جہان گذار نسیم جمن نہو پیاسا ترے لہو کا تو ای کو کہن نہو چٹے مین کچھ بھی حاجت داہر نہو وہ بات کیوں کہے مجھوں نے خم سینہ نامہ بھی تجھ کو بھیج دیا اک آدھ لہریں</p>	<p>تسیر اسکی ناز کی عضو تن نہو عریان آئیں گے قبر سے آفر تو شکر صیاد وان نہ رکھ نفس لیل اسیر تیشے کے جو دہیں نکل آئی زبان بے بسی غیر نکلے ہو دریا کو گنگام منصور کو جو دار پہ کھینچا بجا کیا میں نے تو سینہ جاک کیا لسنے پیرن از سیکہ صاف دل میں منظر ہو پیرن اتنا بھی سادہ رو تو خوش آتا نہیں</p>	<p>خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں</p>
<p>خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں</p>	<p>خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں</p>	<p>خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں خون کی لہریں لہریں لہریں</p>

چند روزی که در این عالم بود
 و در این عالم بود که در این عالم
 و در این عالم بود که در این عالم
 و در این عالم بود که در این عالم

ایسا نہ کوئی خاطر عالم پر گراں ہو	جس کسی پر ہم بھیجیں کہ کسی نہ رواں ہو
میں ستمی دریاں رگ سنگ بنادیں	نشتہ بھی لکھیں تو نہ خون سگ روان ہو
اس باغ کے گل نہ نظر اپنے نہیں ہیں	ہوتا تھا جہاں گل نہ تران آج روان ہو
منصون جو لکھوں ایشم پدا کا خط ہیں	جو دائرہ حرف ہو چشم نگراں ہو
مرنگان کے حسن خار ہوں کیا لگ رہ	ہو جاوہ جون گاہ اگر کوہ گراں ہو
خاندانی میں جون غنچہ جزا جسکو ملاؤ	ہر گز نہ کر سہ بات اگر لاکہ زبان ہو
ہم رنگ رخ بار اگر ہوئے کہ فی گل	بہل نہ کہی باغ میں ہر گرم فداں ہو
میں دین جاوای ہوں کسی گل کے ہو ہوں	کرنا مجھے دان فوج جہاں لالہ شان ہو
جہاں ہوں ہر سہیل میں ہوں ہر محبت	جس طرح سے شولہ دل خارا میں نہاں ہو

خدا جانے کتنی باتیں ہیں
 کہ جو زبان سے نہ کہیں
 وہ دل سے کہیں
 وہ دل سے کہیں

دعوا سے فن شعر فریب ہے اسی کو	
چو کہ فی کہ غافل ہمہ گو ہو ہمہ دان ہو	
جو چہرے اس کے کون ہوں نہ سلاں کو	یو انہ کرے شہر کا قصہ
پانوں پڑے کہیں غار نہ پلاں کو	

یہاں ہمارے دل میں
 ہے ایک عالم کا
 جو ہمیں دیکھتا ہے
 وہ ہمیں دیکھتا ہے

۷۵

کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے
 کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے
 کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے
 کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے

کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے
 کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے
 کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے
 کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے

باندھ رکھے ہیں دل جس کے پیر دست پا تانہ کھلا بھیجیں بنیام زبانی شہقان دہم در در محبت اور بھی بڑھتا گیا خاک و خونین دست پا مار کیسے وہ دیر تک آرزو میں جو ہم اغوشی کرتی ہو گئے عاشق حیران کا تیر کو کیا خازن لگئے قتل میں بھی میری کیا مرنے تجھے نظر نہ پڑے	رنگ یا ہونے ہی لگوئی زنجیروں کے ماتھے بھینسا مردہ جو اپنا مہ بھی تیر کے ماتھے جا پڑا ہوں کہ طہینوں کی قین زنجیروں کے ماتھے داس قاتل آیا تو بھی بھونچ کر کے ماتھے گور سے بارش نیکی اچ انیس کے ماتھے پینے کو دلا تو اتھے ہیں تصویر کے ماتھے مجھے گن گن کر گتا ہا ہوشیروں کے ماتھے
--	---

ایسا سا سر پہ وہ اے غافل بقول مصحفی
 اندر رکھے ایک تار زلف میں پرچہ کے ماتھے

مجھے کیا ایسی ہوئی تصویر شہادت پڑھ کے وہ حیران ہو کر شہادت کاشکے ملتی ہمیں تقدیر شہادت خون میرا ہو گا دامنگیر شہادت	دلی چہرے پر تصویر شہادت زلف میں شہادت جو شہادت زلف میں شہادت جو شہادت زلف میں شہادت جو شہادت
--	---

کام یہ اس قدر نہیں ہے کہ
 کام یہ اس قدر نہیں ہے کہ
 کام یہ اس قدر نہیں ہے کہ
 کام یہ اس قدر نہیں ہے کہ

کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے
 کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے
 کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے
 کچھ بھی نہ تھا تو کیا کیا کرے

دین میں ہر جہت سے نقصان پہنچے
 نہ اندھ لکھن قیام کیا ہے
 حلقہ کیسے ہوا دیکھ کر
 آپ اپنا بنلا دیکھ کر
 سب میں اور سب سے ہلا دیکھ کر
 برق آسا تھی نامیسا (ری)

<p>تو آگ سے نہ کبھی پھر رخ کیا پھر سے عدم کو جاڑ پوسے راہ سے ہلاب پھر جو کوئی یار سے قاصد مر آفتاب پھر تو شکر کو تہ ادھر روئے آفتاب پھر تو صد سے میری فلک اور بھی تبا پھر بغل میں رہے ہو شیشہ تیرا پھر مری بھد سے یہ نکلی شد تاب پھر جو پھر بھی جا کر کبھی دم شباب پھر نہ کوہ و دشت میں روتا ہوا حساب پھر جو تجھ سے مل مرا ای رشک تاب پھر یہ وہ گدائیں جو در سے دیوا ہزار رشک کہ دن تیری ای گلا پھر اسی کی آنکھوں میں صورت</p>	<p>مزا ہے جو مری طبع شکوہ جانے میں جو کہ یہ غم آب و دان کو تلب جو مدد سے طالب گزشتہ کے عجب کیا جو اٹھے جو یار کے خشار تشہید سے نقاب شب وصال جو آہستہ جانے کو کیے جو تیری چشم کا قاضی کو بھی شہارہ جو وہ آئے فاتحہ پڑھنے جو بعد مر گیا بدل ہمارے ہوئے خزان گشت عمر کہیں تو دفن جو فراداد کہیں مخجون چلو گئی کے ہلا تے چراغ دریا پر سوال نہ کرے آپ میں جسے شوش وہ لالہ روپے گلگشت باغ آیا ہے خیال جسکا کہ بیداری میں نہ ہارم</p>
--	--

دیوان غافل

بہارِ حیات میں
 ہر لمحہ کی
 ہر آنکھ کی
 ہر دلی کی
 ہر دلی کی
 ہر دلی کی

شب بدانی کا مجھ کو کھٹکا زبکہ روز وصال بھی ہے
 اگر ہے رنگ فشاٹ منہ پر تو دل میں کچھ کچھ ملال بھی ہے
 ہوسے ہیں جون خار شانہ لاغر بدن میں کچھ اپنے حال بھی ہے
 وہ گل تو زلفین بنار ما ہے اُسے ہمارا خیال بھی ہے
 ثبات کار جهان ہو کیونکر زما سنے کا ایک حال بھی ہے
 عروج ہے تو نزول بھی ہے کمال ہے تو زوال بھی ہے
 یقین یہ ہے کہ آجکی شب فلک نہ چھوڑے گا مجھ کو جیتا
 جو کما شان ہے شان بنھالے تو تیغ برفت ہلال بھی ہے
 نہ پوچھو جو کہ کہن پہ گزری سنا ہی ہو سیکا حال کا
 یہ سچ کہا ہے کہ شوق بازی نہیں ہو آسان حال بھی ہے
 کہ مر گیا ہے خیال تیرا کمان ہے اس شاخ یا سمن تو
 ہر کے دھوی ناز کی کر چمن میں وہ تو نہال بھی ہے
 ایک کا زشتہ راز بھی جو اکبر جاے خوبصورت

شب بدانی کا مجھ کو کھٹکا زبکہ روز وصال بھی ہے
 اگر ہے رنگ فشاٹ منہ پر تو دل میں کچھ کچھ ملال بھی ہے
 ہوسے ہیں جون خار شانہ لاغر بدن میں کچھ اپنے حال بھی ہے
 وہ گل تو زلفین بنار ما ہے اُسے ہمارا خیال بھی ہے
 ثبات کار جهان ہو کیونکر زما سنے کا ایک حال بھی ہے
 عروج ہے تو نزول بھی ہے کمال ہے تو زوال بھی ہے
 یقین یہ ہے کہ آجکی شب فلک نہ چھوڑے گا مجھ کو جیتا
 جو کما شان ہے شان بنھالے تو تیغ برفت ہلال بھی ہے
 نہ پوچھو جو کہ کہن پہ گزری سنا ہی ہو سیکا حال کا
 یہ سچ کہا ہے کہ شوق بازی نہیں ہو آسان حال بھی ہے
 کہ مر گیا ہے خیال تیرا کمان ہے اس شاخ یا سمن تو
 ہر کے دھوی ناز کی کر چمن میں وہ تو نہال بھی ہے
 ایک کا زشتہ راز بھی جو اکبر جاے خوبصورت

شب بدانی کا مجھ کو کھٹکا زبکہ روز وصال بھی ہے
 اگر ہے رنگ فشاٹ منہ پر تو دل میں کچھ کچھ ملال بھی ہے
 ہوسے ہیں جون خار شانہ لاغر بدن میں کچھ اپنے حال بھی ہے
 وہ گل تو زلفین بنار ما ہے اُسے ہمارا خیال بھی ہے
 ثبات کار جهان ہو کیونکر زما سنے کا ایک حال بھی ہے
 عروج ہے تو نزول بھی ہے کمال ہے تو زوال بھی ہے
 یقین یہ ہے کہ آجکی شب فلک نہ چھوڑے گا مجھ کو جیتا
 جو کما شان ہے شان بنھالے تو تیغ برفت ہلال بھی ہے
 نہ پوچھو جو کہ کہن پہ گزری سنا ہی ہو سیکا حال کا
 یہ سچ کہا ہے کہ شوق بازی نہیں ہو آسان حال بھی ہے
 کہ مر گیا ہے خیال تیرا کمان ہے اس شاخ یا سمن تو
 ہر کے دھوی ناز کی کر چمن میں وہ تو نہال بھی ہے
 ایک کا زشتہ راز بھی جو اکبر جاے خوبصورت

شب بدانی کا مجھ کو کھٹکا زبکہ روز وصال بھی ہے	
اگر ہے رنگ فشاٹ منہ پر تو دل میں کچھ کچھ ملال بھی ہے	
ہوسے ہیں جون خار شانہ لاغر بدن میں کچھ اپنے حال بھی ہے	
وہ گل تو زلفین بنار ما ہے اُسے ہمارا خیال بھی ہے	
ثبات کار جهان ہو کیونکر زما سنے کا ایک حال بھی ہے	
عروج ہے تو نزول بھی ہے کمال ہے تو زوال بھی ہے	
یقین یہ ہے کہ آجکی شب فلک نہ چھوڑے گا مجھ کو جیتا	
جو کما شان ہے شان بنھالے تو تیغ برفت ہلال بھی ہے	
نہ پوچھو جو کہ کہن پہ گزری سنا ہی ہو سیکا حال کا	
یہ سچ کہا ہے کہ شوق بازی نہیں ہو آسان حال بھی ہے	
کہ مر گیا ہے خیال تیرا کمان ہے اس شاخ یا سمن تو	
ہر کے دھوی ناز کی کر چمن میں وہ تو نہال بھی ہے	
ایک کا زشتہ راز بھی جو اکبر جاے خوبصورت	

شب بدانی کا مجھ کو کھٹکا زبکہ روز وصال بھی ہے
 اگر ہے رنگ فشاٹ منہ پر تو دل میں کچھ کچھ ملال بھی ہے
 ہوسے ہیں جون خار شانہ لاغر بدن میں کچھ اپنے حال بھی ہے
 وہ گل تو زلفین بنار ما ہے اُسے ہمارا خیال بھی ہے
 ثبات کار جهان ہو کیونکر زما سنے کا ایک حال بھی ہے
 عروج ہے تو نزول بھی ہے کمال ہے تو زوال بھی ہے
 یقین یہ ہے کہ آجکی شب فلک نہ چھوڑے گا مجھ کو جیتا
 جو کما شان ہے شان بنھالے تو تیغ برفت ہلال بھی ہے
 نہ پوچھو جو کہ کہن پہ گزری سنا ہی ہو سیکا حال کا
 یہ سچ کہا ہے کہ شوق بازی نہیں ہو آسان حال بھی ہے
 کہ مر گیا ہے خیال تیرا کمان ہے اس شاخ یا سمن تو
 ہر کے دھوی ناز کی کر چمن میں وہ تو نہال بھی ہے
 ایک کا زشتہ راز بھی جو اکبر جاے خوبصورت

اے گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 اے گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 اے گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 اے گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے

گفتگو زلف کی اُٹکی جو کبھی آتی ہے	ہات کرنے میں بیان پیری الیچ جاتی ہے
پہچ سہے گرتی کاکل کے گلستاں کوئی	زلف پھر ام میں اپنی ہے اچھاتی ہے
پوچھتے کیا ہونم ارض خاک کے پتلے کا ثبات	جیسے تصویر گلی بننے بگڑ جاتی ہے
بحث نامے کی کیا کرتا ہو سہے مجھوں	اپنی دیوانے کو لیلی نہیں بھجاتی ہے
کسے مجموعہ خاطر کو کرے گی برہم	آجھے بالو کو ترے گنگھی بھجاتی ہو
ناتوبولی سے ہوں دوزخ میں پس گ	میری مڑے کو توٹی بھی نہیں بھجاتی ہو
بیتوں کاٹے فرادے یہ لے سے کما	اور کیا دیکھے شیریں مجھے فرماتی ہو
میں وہ پیش ہوں گلزار میں جسکی خاطر	اٹکے میخانے ہر شب بطحی آتی ہے
کون فریاد اسیران بختاستا ہے	ہم بھی غل کتہ ہر نچر بھی چلاتی ہو

گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے

عرش پر دازنیں تھے ہم بھی کبھی اسے غافل	اب تو بے بال و پیری ہو کرین کھلاتی ہے
سچ جو وقت بگڑ جاتی ہو	ہر تے بن آتی ہوا کچھ نہیں بر آتی ہو
ہنسہ کی گر لاتی ہے	ناز کرتی ہوتی جو باد جاتی ہو

گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے

گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے
 گلستاں سے پہر کون تری شرماتی ہے

بادہ قرار دینے میں جس کی تائید ہے
 کو کر دینے کو تو ہوسکتا ہے
 فخر علی سزا دیکھا ہے ان کا حال ہے
 بادہ قرار دینے میں جس کی تائید ہے
 کو کر دینے کو تو ہوسکتا ہے
 فخر علی سزا دیکھا ہے ان کا حال ہے

پست کرتی ہو گوسے کو بندری آخر	کشتی خاک میں ہر ایک کو لواتی ہے
زرد موتا ہے کبھی چہرہ مرا گاہ سفید	رنگ کیا کیا مجھے لہفت تری چھلاتی ہے

ملک رخاے سے ہمیں دار بقا کو غافل	ایک ہی فزوش پاستی میں ہو پختی ہے
----------------------------------	----------------------------------

حاصل عشرت بھی خوشی کی نہیں صلاح ہے	یاد دلواتے ہیں اسکے سانغ و مینا مجھے
دو گھڑی بھی چین بن اُس کو نہیں آتا ہے	میری بیٹائی کر گی ایک دن سوانا مجھے
جسے جرم دہتی پر جان سکا رہا ہے	جیتا ہاں تانہ بھجاس کس کی کیا مجھے
کھینچتا جو جوش و خروش جاب ہمارا ہے	خانہ زندان میں بھی شکل پورا ہے
آگنی پہلے ہی ڈھیر نا میدی فکرت	انگنا عقبی ہی میں ہلتی اگر دینا ہے
فرسزاد ارجنم ہوں نہ نمایاں شہت	قتلہائی نے کیا ہو کس لیے پیدا ہے
میں ہوں مجبور ازل کا تاج بچہ نہیں	ساتھ سونے گرد دیوی صورت بیا ہے
میری چشم سر سہ کی آہیں چائی شہید	خوش رہتا آئی چین میری نگاہ ہے
مندی مندی انہیں کر رہا ہوں	یاد آتا ہے جو دھما

ست ساغ و شہر میں ہوں برباد انداز ہے
 باغ و بہار میں ہوں برباد انداز ہے
 دل و دماغ میں ہوں برباد انداز ہے
 دیدہ تر ہے ہمارا باوجود فانی ہے
 جاوید میں ہیں بکھرے ہوا مانہ ہے

دیوان غافل
 ۶۶
 جو ہے گلشن کا فنا ہو فنا ہے
 جسے ہے اور دلچسپی وہی فنا ہے
 گلشن خشت ہے فنا ہے
 نرس کی چکی چکی ہے فنا ہے
 لکڑی کے لکڑی ہے فنا ہے
 شکر کے شکر ہے فنا ہے

دیوان غافل
 ۶۶
 جو ہے گلشن کا فنا ہو فنا ہے
 جسے ہے اور دلچسپی وہی فنا ہے
 گلشن خشت ہے فنا ہے
 نرس کی چکی چکی ہے فنا ہے
 لکڑی کے لکڑی ہے فنا ہے
 شکر کے شکر ہے فنا ہے

وایں کا کہ خط جبین نہ خط خال
 سیرت کا دیو نہ شہ پر بار نہ ہو
 سیرت کا دیو نہ شہ پر بار نہ ہو
 سیرت کا دیو نہ شہ پر بار نہ ہو

جانو غم بون جانو غم بون
 زار باد اک تہا سہ کا نہ شہ پر
 مین جبین جبین جبین جبین
 شہ پر شہ پر شہ پر شہ پر
 شہ پر شہ پر شہ پر شہ پر
 شہ پر شہ پر شہ پر شہ پر

سرگزشت وز حیران کانہ پوچھو ماجرا آمد آمد ہے الٹی آج کس موزن کی وہ بگر بیٹھے ہیں جیسے آبی ہر جان پر دست پاک خون ہیں ہر نامور عاشق نعت خوان سلیمان کی نہیں جگہ ہوس جلد کر جاتے ہیں عاشق بہرستی ہر جگہ معج زن دریا جو ہر ہقدر نجات دین دور کرتا ہے جو خواب نہ کو عارض سے تو	جسکو نگر کان حلجائیں نہ ہسانہ ہو مثل چشم قنطر جو دار میخانہ ہو ہم بیان تیر میں روان لڑ عشق قانہ ہو سگے سرگزا زمین پر سجدہ شکرانہ ہو سو رفیع کی طبع خرم نہ مجھے یکرا نہ ہو شمع روشن بادیاں کشتی پروانہ ہو صکوت گلاب گردش میں کچھ پمانہ ہو کیا ریاض حسن میں نہ ہر تیریکانہ ہو
---	--

داؤن اسے غافل سمجھ کر کہ قمار عشق میں
 جان کی بازی حیران کیا بازی طفلانہ ہو

دور کو گتو ہیں خوش چہرہ جھلا کیم سے آگے جاؤ گا نہ کر تو ہوس دیا آتش تو نے میرا	آنکھ سی آنکھ نہ گہ میں چکر گیسو سے ماتھے آتی نہیں جو چیز گئی قابو سے آگ کا شعلہ نکلتا ہوں ہوس سے
--	--

دلیان غافل
 خاک بھی ریکہ دان غافل
 باز اسے کان میں تری جیت ہوس سے
 اس قدر یاد میں میں سو قدردن کا دیا
 لیگیل اسے اس سکون کا جانہ جو ہے
 جسے اطراف میں پوچھا تو نہ شہ پر
 روک اسے میں پتہ دیکھ کر شہ پر
 طوق زنجیر میں ہوتا ہے کچھ شہ پر
 دل نہ شہ پر دل نہ شہ پر
 دل نہ شہ پر دل نہ شہ پر
 دل نہ شہ پر دل نہ شہ پر

دل نہ شہ پر دل نہ شہ پر
 دل نہ شہ پر دل نہ شہ پر
 دل نہ شہ پر دل نہ شہ پر
 دل نہ شہ پر دل نہ شہ پر
 دل نہ شہ پر دل نہ شہ پر
 دل نہ شہ پر دل نہ شہ پر

دہان وشت ہوا لالہ زار ہو
 لکڑی ایک درویش جاوے
 توڑا توڑا کھانے کا کھانا
 ہونے کو بے بوبیت نہ لڑا
 خیال باریک دوسرے غلام
 اسی سے کرتے ہیں غلام
 کون کوئی غلام نہیں سنا
 و غلب ہوئی بان لکڑی کا
 ہمارا نامہ اعلیٰ ہی رہا لکڑی کا
 سنے لکھنے کے خوف نظر نہیں سنا
 و دھیان آئے اسے صبر نہ سنا
 بڑنگ ذریعہ جس کا لکڑی کا
 سب سے پہلی نہ سنے لکڑی کا
 چمک رہی ہے نہ سنے لکڑی کا
 چمک رہی ہے نہ سنے لکڑی کا
 کوئی نہ سنے لکڑی کا
 نہ سنے لکڑی کا

جب رہیا کچھ شرم کی دیوار ٹوٹ جا باز و ترانہ مرغ گرفتار ٹوٹ جا باری مری جو آئے ڈھکوار ٹوٹ جا کی سیر ہو اگر سہا زار ٹوٹ جا جھگڑا چکے جو پیش خرم دار ٹوٹ جا ڈر سہمے ہی نہ خاطر بیمار ٹوٹ جا تسبیح ٹوٹ جا جو زنا ر ٹوٹ جا ایسا سو کہ خبر خوشخوار ٹوٹ جا جھٹھ مریون کا کہیں بار ٹوٹ جا سو بار گر بنائیں تو سو بار ٹوٹ جا تار رنوسے سینہ افکار ٹوٹ جا تیری طرف لوٹے تو پاسے قلم و ہن دم	ہنسا لگی یار کا حاصل تب مرا کچھ نفس میں آج پھر کتا ہے طرح وہ بے نصیب کشتی نہیں تھے ہون میں لکیر غل میں تیشہ جو کہ چلا ہے شیخ سما کہ کسی میں آئینہ دل کے اندرون کیوں سبیل غور زکون چشم بارس اسلام کا ثبوت ہے لے شیخ کفر سے تڑپے نہ وقت فرج ہم جی میں چکر چمکین ہیں یوں میں پھر دہا شک ہم وہ ہیں بے ثبات کہ گل سے ہمارے بسمل کی طرح تڑپے ہو دل کی عجیب گر توڑ دکانہ میں تیشہ لخت کو زینار لکھوں کہتے باقی کا اپنے جواہر
---	---

دیوان غلام
 ہنسا لگی یار کا حاصل تب مرا
 کچھ نفس میں آج پھر کتا ہے طرح
 وہ بے نصیب کشتی نہیں تھے ہون میں
 لکیر غل میں تیشہ جو کہ چلا ہے شیخ
 سما کہ کسی میں آئینہ دل کے اندرون
 کیوں سبیل غور زکون چشم بارس
 اسلام کا ثبوت ہے لے شیخ کفر سے
 تڑپے نہ وقت فرج ہم جی میں چکر
 چمکین ہیں یوں میں پھر دہا شک
 ہم وہ ہیں بے ثبات کہ گل سے ہمارے
 بسمل کی طرح تڑپے ہو دل کی عجیب گر
 توڑ دکانہ میں تیشہ لخت کو زینار
 لکھوں کہتے باقی کا اپنے جواہر

دہان وشت ہوا لالہ زار ہو
 لکڑی ایک درویش جاوے
 توڑا توڑا کھانے کا کھانا
 ہونے کو بے بوبیت نہ لڑا
 خیال باریک دوسرے غلام
 اسی سے کرتے ہیں غلام
 کون کوئی غلام نہیں سنا
 و غلب ہوئی بان لکڑی کا
 ہمارا نامہ اعلیٰ ہی رہا لکڑی کا
 سنے لکھنے کے خوف نظر نہیں سنا
 و دھیان آئے اسے صبر نہ سنا
 بڑنگ ذریعہ جس کا لکڑی کا
 سب سے پہلی نہ سنے لکڑی کا
 چمک رہی ہے نہ سنے لکڑی کا
 چمک رہی ہے نہ سنے لکڑی کا
 کوئی نہ سنے لکڑی کا
 نہ سنے لکڑی کا

سب سے پہلے اپنے دل کو صاف کرنا ہے
 پھر دوسرے کو صاف کرنا ہے
 تیسرے کو صاف کرنا ہے
 چوتھے کو صاف کرنا ہے
 پانچویں کو صاف کرنا ہے
 چھٹے کو صاف کرنا ہے
 ساتویں کو صاف کرنا ہے
 آٹھویں کو صاف کرنا ہے
 نوویں کو صاف کرنا ہے
 دسویں کو صاف کرنا ہے

ایک تیری دوری میں آدھ سب سے
 ایک تیری دوری میں آدھ سب سے
 ایک تیری دوری میں آدھ سب سے
 ایک تیری دوری میں آدھ سب سے

کتنی برکت تیری قسمت ہے مار پر دینر کو جو عیادت ہے اسپیا زیر گرد کلفت ہے یہ بھی اک تمنہ شرافت ہے	پھر گئی آگے لیلی اسے مجھوں کو کہن آپ کو ہلاک نہ کر آب و دامن کی فکر میں شب روز خوشک کہے چاہا ایمان کہینوں سے
--	---

سچ کیا ہے کسی نے اسے غافل تندرستی ہزار نعمت ہے	
---	--

کچھ بڑھا قد تو پھر قیامت ہے دروہ ہے داغ ہے جرات ہے ایک دو دم کی یہ جو جھلک ہے دل کے ماتم سے کدو فرست ہے ہمنے مانا وہ خوبصورت ہی گل میں کب ہر قدر نزاکت ہے کر لو رخصت کہ وقت رخصت ہے	چھٹ پتہ ہی میں بار آفت ہے ایک دل چھپ لاکھ آفت ہے کر نہ غفلت میں تو بسر ہو مرگ پر کیا کسی کے روشن ہم ناز و انداز یہ پہری میں کان پڑ گئے سہم پر نشان نگاہ نہ جا رہا ہیں سے
---	--

۴۹
 روزِ صرت ہست بھست ہے
 نیت فران عشق کی پیکر ہے
 ہو فلک پر نہ کیوں داغ افکا
 ماہِ سیمائے مس طلعت ہے
 دمِ عینیت سے زیت او غافل
 شند گئی آنکھ تب قیامت ہے
 برسوں و نہ فون اسما تیرے ہے
 کیون آنکھ نہ چھو دیدہ ہوئے ہے
 وہ نقشہ دوست کہ نہ کیوں ہوا ہے
 جب آپ نہ است از قصور است ہے
 لگی سے نہیں ملے گا کبھی ہے
 فون کیون نہ پڑے بل ہے
 میں بھون کو نہ تانت ہے بل ہے
 گونہ کوئی زلف ہے بل ہے
 گونہ کوئی زلف ہے بل ہے

گونہ کوئی زلف ہے بل ہے
 گونہ کوئی زلف ہے بل ہے
 گونہ کوئی زلف ہے بل ہے
 گونہ کوئی زلف ہے بل ہے

کجا غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو

جب تک نہ ہو تو ہر تقدیر سے شکے اک قطرہ نہ آب دم شمشیر سے شکے اغلب ہو کہ جو تری تصویر سے شکے جس گھر میں ہوں ہری تقدیر سے شکے کہتے ہیں یہ میوہ کی تدبیر سے شکے افسوس نہ کہی دیدہ زنجیر سے شکے جم جائے ہو اور نہ شمشیر سے شکے خون کیون مر جائے کی تحریر سے شکے رس کیون ہوائے لب تقریر سے شکے گر رنگ صاف خانہ تحریر سے شکے پانی کی کوئی بوند جو قہر سے شکے	میں ہوں نگار نہ پتھر سے مجھے قاضی زخمی تر امر جائے اگر یاس کے مارے پڑ جائے اگر حسن جوانی کا تر عکس دن رات جو رہتا ہوں کرم ابر بلکا جب کیتھو میں سب کو ہم یاد دہن میں کیا کیا نہ اسیری میں ہو حال ہمارا میں وہ ہوں فادار اگر فرج کرے تو لکھا ہر تمنا و شہادت میں اسے خط ہم صفت کیا کرتے ہیں شیریں سنوں کا لکھا ہوں صفت پنجہ رنگین کی عجب کیا بے یار وہ ہر رات میں پکاج نہیں
--	--

غافل کی یہ طاقت ہو کہ آنکھ اُس سے ملائے
 جب زہر نگاہ بت بے پیر سے شکے

کجا غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو

دیوان غافل
 ۹۰

غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو

کجا غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو
 نہ وہ غافل کی غفلت سے ہوا کہ اس کا دل نہ ہو

سب سے پہلے یہ کہنا چاہیے کہ یہ شعر
 میر تقی میر کی تصانیف میں سے ہے
 جو ان کی سب سے زیادہ مشہور ہے
 اور ان کی سب سے زیادہ خوبصورت ہے

یہ شعر میر تقی میر کی تصانیف میں سے ہے
 جو ان کی سب سے زیادہ مشہور ہے
 اور ان کی سب سے زیادہ خوبصورت ہے

یہ شعر میر تقی میر کی تصانیف میں سے ہے
 جو ان کی سب سے زیادہ مشہور ہے
 اور ان کی سب سے زیادہ خوبصورت ہے

یہ شعر میر تقی میر کی تصانیف میں سے ہے
 جو ان کی سب سے زیادہ مشہور ہے
 اور ان کی سب سے زیادہ خوبصورت ہے

تو آنکھیں کم نہیں ہیں یقین سے اُسے کیا دیکھے کوئی دوہین سے گرا جو پھول اسکی آستین سے نہ اٹھے پھر زمین کا دُزین سے نہیں اگتا ہر بندہ اُس میں سے ملا بھی رہے خزانہ تو زمین سے دھواں اُٹھا ہر بجرا آتشیں سے سوز جب یار نے پوچھا زمین سے	حدیقہ ہے اگر وہ روستے خندان رگ جان سے بھی جو نزدیک تر ہو گریبان میں رکھا رضوان نے لیکر رکھیں اسپر جو تیرا کوہ تکین تر سے دل سوختہ ہیں دفن جس جا فلک کیا پاس رکھتا ہر جو مانگین رخ روشن پہ یہ زلفیں نہیں ہیں ستارے کم ہوئے خورشید نکلا
---	--

چمن میں کسے پردہ رخ سے اٹھا جو سارے گل ہیں غافل یا سہیں سے

ہوا الماس پیدا اُس میں سے شب زقت مری آہ حزیں سے حیا کا پردہ روستے شرکین سے	سوز چکا جان اسکی جبین سے جو شمع کی لہریں گئے زہن سے جو شمع کی لہریں گئے زہن سے
--	--

رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں
 رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں
 رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں

جب کیا قصہ گریبان رخ فکیر سے جا آئی اکھون میں جی ہر حلقہ زنجیر سے مارا تپڑی ہر ذولادی سپر سے بی طرح تاکا جو چشم جوہر شمشیر سے صورت حیا و بھی دیکھی نہ اس ٹھیر سے جب بان شمع کو نغمہ میں لگا لکیر سے مار ڈالا اسے جل جھکوتری تانیر سے لے لیا آغوش میں تصویر کو تصویر سے بے لہا بھجا ہولے منعم تجھے تمبیر سے کر دیا ہے بند عیسیٰ کو حری تھیر سے فوج کر ڈالا سخاوت سرخ کی تحریر سے	تباہا پیر میں اس قاتل سے پیر سے کیون ترادوا نہ زہرا سے قدم پاہر سے آہ سے میری حذر لازم ہوا و آہر سے ہاتھ توڑ کے ہم چہ نظارتے نہیں وائے شہرت رگیا اک ترکار دیکھ آتش حشر میں کیا کیا رات پروا چلے تیری آنے کی شب بھان میں کچھ جہت نہیں ایک بال نقشہ جو کھینچا عاشق و شوق کا ہر دہان فتنہ پر غفلت تیری خدہ رولنا بات کر سکتا ہر تجھ سے کون عمار و پیر جب تلک کھینچی کھینچتے وہ زریں قبا
---	--

اگر میں بھی جای آسائش نہ ای غافل ملی
 اس قدر چکر میں رکھا گردش تقدیر سے

رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں
 رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں
 رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں

مولانا خاں
 ۹۴

رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں
 رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں
 رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں

رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں
 رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں
 رگیا پر گری کی جڑ میں کھجور کا جام توڑنا میں
 ساقی و دران ای کا جام توڑنا میں

کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں
 کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں
 کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں
 کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں

پانی کی چادر پہ پڑھتا ہوں
 رے کون داد کی بیدار کی ہوں
 وہ آفتاب حسن جو آئے تھا کہ
 وہ بہت پر تو کہ خاصہ درگاہ کبریا
 طفلی میں لب سے لکھتے زلف ان باریک
 بے جوہر دیکھو خواہی رکھتا ہوں
 آتے ہی آگے دست نگارین میں کھینچا
 خون جگر فقیر نہ کھاتے تو کیا کرے
 اسے اترے رات قیصر کو زنجیر سے جکڑ
 اللہ سے عشق کلمہ و تاشق میں
 کیا چہرہ لبت میں ہوا ہے خانہ نشین
 سودا کی گر لبت پر تو مجھ کو طلب ہے
 بھندوں کو کہہ دینے میں حیرت زلیں ہیں

جس طرح ہے قبر تر سے آتش کلام کی
 لکھو ہر بادشہ سے حوالہ تمام کی
 جسے محل بنے دہن ستابی باہم کی
 رکھتے ہیں آرزو تر سے دیوان عالم کی
 درگاہ سے چنگی سے ہم سر سے تمام کی
 تیغ گلی کو کب ہوئی جاہ تمام کی
 سادی انگوٹھی ہو گئی مینے کے کام کی
 لذت بیک بطعام میں ترک طعام کی
 کافی ہے اس کے واسطے ہی زمام کی
 بلبیل نے اک حق میں گمستان تمام کی
 آتی ہے بنگہ سے صدارت رام کی
 دیوانہ مشربوں کو کینہہ تمام کی
 کرتی تری بی بی

کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں
 کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں
 کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں
 کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں کب نہ دیکھوں

یہ سب کچھ کہہ کر وہ اپنے
 دل سے کہنے لگا کہ میں
 اس کو کبھی نہیں دیکھتا
 اس کی بات سن کر وہ
 دل سے کہنے لگا کہ میں
 اس کو کبھی نہیں دیکھتا
 اس کی بات سن کر وہ

خافہ والو کیونکہ جالوں میں لوان اور شہرہ دفر معلوم کیا ابھی رکھو پس ہر درو دیوار سے کل اُٹکی اتنی ہے نظر دل کے ٹکڑوں کی پریشانی کا کچھ غم نہیں میری عزت پر اور تو دو چار دھون کی حکم چاہیے اب شہر کے مدینہ کا میں گر ہوں بخل جانے نہ قاتل کے سزاخ نابین	گر دپے رہن ہر نہ کہہ رہے کہو ملے دوپے ایخون کا فتر تھے کم نہیں جو آئینہ خافہ سے کیا کھر تھے جمع اب کر تا حیرت گنہ گار تھے اپنے بھی تو دان ہے اولاد امر تھے دیکھتا ہوا ایک دن ہنگامہ شہر تھے جانتا ہے تشنہ آب م خجرت تھے
---	---

چشم سے غافل مانے کی گرا جاتا ہوں میں
 عشق نے دی ہے زبیں غلطی گوہر مجھے

نشان رہا نہ میں ہم جانا رہا ہمارا حال کچھ پر چہرہ گرفتار نہ آئے اگر سمجھتے ہم قابل فرخوس	جہان سے اٹھ گئے صدی کی بارہ کے تھن میں کئی موسم بہار رہے کہ ہو فاجہ میں یہ خوبان درگاہ رہے ارشے میں میری گریاں کچھ تازا رہے
---	--

یہ سب کچھ کہہ کر وہ اپنے
 دل سے کہنے لگا کہ میں
 اس کو کبھی نہیں دیکھتا
 اس کی بات سن کر وہ
 دل سے کہنے لگا کہ میں
 اس کو کبھی نہیں دیکھتا
 اس کی بات سن کر وہ

تالین میں جو بولالہ برباب کی بولی
 پانی ہی میں تڑپتی تھی تالیاں
 وہ وہ دم فدا آواز تھکتا
 کیا کام اسے آئینہ حیران سے
 تالین کے کفن پر گل شادابی کی بولی
 تالین کے کفن پر گل شادابی کی بولی
 تالین کے کفن پر گل شادابی کی بولی

یہ سب کچھ کہہ کر وہ اپنے
 دل سے کہنے لگا کہ میں
 اس کو کبھی نہیں دیکھتا
 اس کی بات سن کر وہ
 دل سے کہنے لگا کہ میں
 اس کو کبھی نہیں دیکھتا
 اس کی بات سن کر وہ

شب بخواب و غافل باش
 و در خواب تو را خبری
 از آنکه در خواب تو را خبری
 از آنکه در خواب تو را خبری

خجل بود که ساری آه یونانی سے کہتی ہے

کئی اوقات عشرت ہی میں غافل مری ہوگی
 جہان میں شاد و کرم غافل و لکیر میں نے کی

<p>شب بیدار کسی کو جو لالہ رکھتے جدانہ دامن قاتل سے اپنا ماتم ہوا رہیں تو کبھی سے کچھ کم نہ تھا تر کو چہ مزاق و خم سلاسنے کا ہر کتب ملتا زبان اگر چہ دم خیم بند تھی اپنی پس فنا بھی نہ کیا ہمیں تو چین کا چمن ہیں ہوم جانا نہ ہر قدر میں تو خودی نہ تھا ان اگر ہیں قتی تیری تصویر تھی لب لباب اپنی سوز باران ہو تین</p>	<p>ملک بھی سر کے کنار کی آرزو کرتے یہ دماغ خون تو دماغ کی شمشیر کرتے بجائے اس میں اگر سو جا سو کرتے جب پتھر ماتم سے وہ جاگن کو کرتے جو آتے وہ تو شمار میں گنگو کرتے فرشتے خاک میں جھٹتے ہیں جو کرتے ہمارا تے ہی گر کم مرالو کرتے کسی کے ماتم سے فریاد کو بکو کرتے دہن کو نقطہ بناتے بکرا کو کرتے بیان فسانہ کیسو ہی ہو بہ کرتے</p>
--	---

شب بخواب و غافل باش
 و در خواب تو را خبری
 از آنکه در خواب تو را خبری
 از آنکه در خواب تو را خبری

شب بخواب و غافل باش
 و در خواب تو را خبری
 از آنکه در خواب تو را خبری
 از آنکه در خواب تو را خبری

شب بخواب و غافل باش
 و در خواب تو را خبری
 از آنکه در خواب تو را خبری
 از آنکه در خواب تو را خبری

موسم بہار چلے گی سبھی کی دیکھ کر جی
 کہان کہیں مانی ہو دل صد چاک کی اپنے
 بڑھاپا ربطا نہا کیلے نوئے زلالوں سے

قیامت ہو جو فرسے کا وارہ جیو ساری
 کہ ہوا کے قبضہ میں نہا غنیمت ساری
 اٹھا کر کیا کر کا لیا تیری جیو ساری

صفائے حسن پر اسکے اگر عاشق تھا نازل
 چمن سے لگیا چمن چمن کچھ کوں سیرانی

چمن عشرت بھی خوش فی نہیں اچھا ہے
 آگنی پہلے ہی دلہنار سیدی کی شکست
 ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھی کر آہ بجا نہیں ہے
 قبر کی دیوانہ ولاغری بن کو چاہیے
 یار بن آہ کی سر کو جب میں گیا
 پھر نہ آئے تیرے تیرے میں نہ کر گئے
 زہر سے بچ رہا تھا چڑھان ہوا
 دل لپک لپک سے کہتی تھی

یاد دلاتے ہیں تیری ساغر و فضا تھے
 مانگتا عقوبت بھی میں مٹی اگر دیا تھے
 یاد آتا ہے جو وصل دیکھ رہا تھے
 گھاڑ دو کوئی میان جادہ ہوا تھے
 تیرے دھڑکے سے لگے خار جن دریا تھے
 چھوٹے تھے تو ایک ساعت بھی جوتا تھے
 گر نہ روزِ حشر کو خالق کر پدا تھے
 ولہ ہی کرتا تھا یہ زنجیر کا نالا تھے

دل لپک لپک سے کہتی تھی
 حنا طوطی کی دھڑکیاں
 اور سب سے کہتی تھی
 تیرے دل کی دھڑکیاں
 تیرے دل کی دھڑکیاں
 تیرے دل کی دھڑکیاں

رفتار اگر کسی کے فساد ہماری
 دل تون شاد میں تون تون فدا
 کس روز خبر لیو کا میا د ہماری
 کس سے کہیں احوال دل تو ہر حال
 سننا ہی نہیں وہ تم ایسا ہماری
 جھوٹ نکالیں وہ تم ایسا ہماری
 عاقبت تو آج ہے عہد ستار دوستی
 آج ہمیں ملطفت ہو یار تو کل ویر
 اس زمانے میں نہیں ہی دوستی
 عشق میں فرادہ خون ہی نہیں دوستی
 جان دیا ہم ایک بیان کا دوستی
 دل سے دیا ہم ایک بیان کا دوستی
 دل سے دیا ہم ایک بیان کا دوستی
 دل سے دیا ہم ایک بیان کا دوستی

دیوانِ خاقل

کتابخانه جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند
 رقم کتاب ۱۱۵
 تاریخ ۱۳۰۲

<p>ہر چلی زلف کبیر با تہ سے رکھتی تہ دست پاتنج قناعت جو کاڑ تو خوب سرگشتہ شہباز عیان کی کہانی نہیں</p>	<p>جی اچھا جو مراد کوں بچھانے سے در بدر چھوڑے توار تہ سے چھکا سے نیند آویگی نہ تکرار سے فساد سے</p>
<p>لطافت شمع زہان ہون کہ نول تو غافل میں ہوں پردہ اندھ جے کام چول جانے سے</p>	
<p>بیابان محبت ہو گئے زناختہ شکل ہے ایسے کو تو یہ جذب عشق مجنون کی طرف لپی بجائے بادہ اس کو تو آتا ہوا غریب گلا کاڑ جو تھپیر کوئی کس کو نہ مانگے سندر دستان سے ہر پھیلائے جو تیار ہو ہمارے ایک چٹا روئے نہ سیکھو کہ تہ وہ شہر کہ کو آفت</p>	<p>وہ نہ کہ ہر پردہ کوڑکی پہلی منزل ہو چلی اتنی تو ہاؤن پاؤن تہ تو بھول ہو ہمارا شہر دل جو کہ خلق مرغ نہیں ہے نہ وہ قتل تیرا جو کچھ تو چھکاتا ہے کیس جہنم گرفتار ہو در در کا سانہ ہمارا بے خاک و بادہ میں ہاگ شال ہو تھوڑا کانیس لایا جا شیخ آس ہے جی بیدار ہیں کہ کچھ کیجی مٹھوں</p>

یہ کتاب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند
 رقم کتاب ۱۱۵
 تاریخ ۱۳۰۲

ب

کے ہر ایک کلمہ میں ایک نیا عالم ہے جس کا نام ہے کمال
 اس کا نام ہے کمال اس کا نام ہے کمال اس کا نام ہے کمال
 اس کا نام ہے کمال اس کا نام ہے کمال اس کا نام ہے کمال
 اس کا نام ہے کمال اس کا نام ہے کمال اس کا نام ہے کمال

میت گئی ہے جہاں جاسے نامہ کی تحریر بھی	میرے گریہ کے لفظ بھی نہیں کچھ ترسوا
ہو چکا گلیوں میں تیرے لیے تشہیر بھی	کون سا پردہ رہا ہیر کی پووائی پہ آہ
جسکے ماتم میں ہو کر جان ان پیر بھی	ساختہ فدا کے مرنے کا ایسا ہو گیا
پانی پانی تو خجالت ہے جو میرے شہر بھی	غرق ہو شرم ہو شرم ہو جوانی آب سے

دیکھیں بندھتی ہے چمن میں کسکے نالوں کی ہوا	
نار کش بلبل بھی ہے اور غافل و لکیر بھی	

دانتہ کس بلا میں گرفتار ہم ہوئے	پابند گیسو کے سیر یار ہم ہوئے
یوسف جو وہ ہوا تو خریدار ہم ہوئے	ہر طرح اسکی گرمی بازار ہم ہوئے
ہرگز نہ اشنائے گل و خار ہم ہوئے	بیگانہ دار اس چمنستان میں کی ہوئے
دار لشقا میں او رہی ہمار ہم ہوئے	آتی جو اس گلی میں ہوا درد دل فرو ہوئے
دام بلا میں ایسے گرفتار ہم ہوئے	چھوٹے تمام عمر نہ زنجیر زلف سے ہوئے
شرمندہ تجھ سے بلبل بھی ہوئے	ابکی نہ ایک نالہ رنگین ادا ہوئے
دیکھیں نینگے جو طائر ہوئے	موسیٰ کی طرح مجھے نہ کر لیں تاریمان ہوئے

فریاد و فیس و اس دریاے ازار ہم ہوئے
 کمال یہ فن عشق میں وہاں ہم ہوئے
 کتنے سر اڑا دیئے تیرے قدم میدان سے
 غم نہ کر گئے بکھٹ نکلا مسکے گلستان سے
 دوت عشق اگر تھیں زینت ہونی

دیوان غافل
 ۱۲۰

چوینا باغ و دامن کوکھان
 خاک بلبل کی جان میں جمع
 چلنے والے ہیں چھپ چھپ
 دل بہاؤ میں ہیں چھپ چھپ
 لالہ شہنائے بھی چھپ چھپ

آکے چھوٹے ہیں تاریمان
 جی جانی تاریمان تاریمان
 جی جانی تاریمان تاریمان
 جی جانی تاریمان تاریمان

دینا ہوا کل کل میں کہیں کوئی نہ دیکھتا
 دل میں لگا لگا کر کہیں کوئی نہ دیکھتا
 کل میں لگا لگا کر کہیں کوئی نہ دیکھتا
 دل میں لگا لگا کر کہیں کوئی نہ دیکھتا

دیر ترے جو کئے تھیں جاری ہیں ایک	کہ گیا ہو کچھ تو سرگوشی میں شیشہ جام سے
اب کمان ہمارے جو پیچھے لگا شراب	توڑے یا ہم آغوشی میں شیشہ جام سے
نہر میں نکلے گئے سوچے تھیں قفل کی صدا	اے اگر تعلیم خاموشی میں شیشہ جام سے
اتھ تک اٹھی سوائی اور میری تلک	رگیا عاجز فزون کشی میں شیشہ جام سے

ناگمان دل پر ہمارے آگئی خافل شکست
رات نکلے یا جو مدہوشی میں شیشہ جام سے

آئے ہیں تنگ ہم ستم روزگار سے	جائیں کمان نکل کے فلک کے ہمارے
چلتے ہیں اتنے میں جو بیکر غبار سے	دقت نہیں ہیں بخود انجام کار سے
لینے ہو داد تجھ کو تے تھر تھر سے	اے سوچ گریہ سرنہ ٹپک کو ہمارے
چشم سیر کی تہے ہیں کٹر کین بن ہم	پائیں کین دغانہ ہر کج شمار سے
گل دیکھتے ہی داغ خون شعل ہوا	حق میں جی و خزان ہی بھلی تھی بہار سے
جو میرے پاک آبلہ تو ماہر بن بنا	کرنے کو شکوہ دست تو غبار سے
مخمر پر غبار خط ہر نہ دل پر ہے گروین	ہو صاف اسکا ظاہر

دینا ہوا کل کل میں کہیں کوئی نہ دیکھتا
 دل میں لگا لگا کر کہیں کوئی نہ دیکھتا
 کل میں لگا لگا کر کہیں کوئی نہ دیکھتا
 دل میں لگا لگا کر کہیں کوئی نہ دیکھتا

دیوان خافل
 ۱۲۲

دینا ہوا کل کل میں کہیں کوئی نہ دیکھتا
 دل میں لگا لگا کر کہیں کوئی نہ دیکھتا
 کل میں لگا لگا کر کہیں کوئی نہ دیکھتا
 دل میں لگا لگا کر کہیں کوئی نہ دیکھتا

Handwritten text in a decorative header at the top of the page, likely a title or introductory verse.

<p>کی ستار کو عرب اور ت سنگا تا ہے چشم بیا رتری سے جو خون اری ہے کیونکہ نہ راہ را با اشتراک پوچھے رستہ رکوتی تھی رکھتا ہو کہ رشتہ میں کتنا بیباک ہے یہ مغزہ سفاک ترا جب بلا تو مجھے تب میں بیان ہو ضبط کرتا ہوں لکھی ہو پر بال میں اک عزم کیا ناقہ نشیر کی طرح جنوں ہے کسکا دیوانہ ہے یہ ارو صحرایلی دیان رہنے کی تو میں یاد نہ را درون کھاتی</p>	<p>جب تو اتار ہیماں بر سر جنگ تا ہے بادہ نوشی کوکب لکھنؤ رنگا تا ہے ایک ہی آدہ نشانہ پہ فزنگا تا ہے صاف کرتے ہیں آئینہ پہ رنگا تا ہے کچھ چکر تیج میان صوف جنگا تا ہے اب نہ اوگھا اگر آکھو رنگا تا ہے نالہ کرتا ہوں تو صیاد تہنگا تا ہے تاو کرتا ہوں جو نالہ رنگا تا ہے پاسبانی کو ہر اک شیر لینگا تا ہے دلفری کا بھی شکر کوئی دھنگا تا ہے</p>
--	--

Handwritten text in the left margin, continuing the poetic theme.

۱۲۵
 دستانِ محفل

Handwritten text in the bottom left margin, possibly a commentary or additional verse.

<p>تذلل کہ فن شعرا ہوا ہے متاضل کوئی شاعر مجھے کہتا ہے تو سنگا تا ہے</p>	<p>آدھ کی ہر اک ہے ہر باہمی اپنا چکر کبیرہ دلاک ہے</p>
---	---

Handwritten text in a decorative footer at the bottom of the page, likely a concluding verse or signature.

کج نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے
 جس کا نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے
 کج نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے
 کج نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے

دواع بر دل ہے اگر لالہ غم فرا دین
 آئے بلکی بھی اگر آئیں تو جنون لکے جاے
 یار بن چکو نظر آتا ہے ویرانہ چین

شمس و آرون سے بھی آگے بگڑ کر سکتی نہیں
 یہ سمندر عمر غافل اس قدر جالاک ہے

مدح کی عیب گیری سے بہرین کیا پاک ہے
 سرکش مان نہ شعلہ سحر راجھی نہیں
 شرم آتی ہے جو اس کے یار کو بنگام
 جانب حیدر دم بھی جو نظر کرتی نہیں
 جان بلب کی سرگزشت کیسے تفسیر میں
 کس طرح سے پھر پھر خون نالہ قریلی کے ساتھ
 ساقی غم کو سے کہ نہیں دین سستی میں ام
 اور تو آتا رہل لب لباب گلستان میں نہیں
 پاک طینت میں محبت بھی ہماری پاک ہے
 خاکساری کر کہ آخر اکیدن تو خاک ہے
 کیا جواب بھر میرا دیدہ نمناک ہے
 نظر کسی چشم ہلقہ فتراک ہے
 گردہ کھینچ تیغ تو اکدم میں جھگڑا پاک ہے
 جسد ریت ہوتا ہے ہی ہ جالاک ہے
 تاک سے جیسے ہم عجب ہے
 یادگار آشیانہ ہے

کج نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے
 جس کا نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے
 کج نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے
 کج نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے

دیوان غافل
 ۱۲۶

کج نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے
 جس کا نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے
 کج نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے
 کج نصیب کو کین کہ کائنات کو نہ دلا دینا ہے

محمود خان سربسزین ملازم ہوا پیرین پی سدا جی میں بیسیا سے روزگار پرین کو ایک دراصل پرست
 اور مالی فاندانی کا مالک مطیع سے بیان کیا اپنے والد ماجد کی زبان انی کا نشانہ یا مالک مطیع کو سنتے ہی کمال
 تاسف ہوا بہ سبب کم ہو جانے دیوان کے بہت عذر چھوٹا خان کے گھر سے مالک مطیع نے تالاس کرنے کا حکم دیا
 کارپردہ ازان مطیع نے بدقت تمام جا بجا جستجو کر کے کلام واقع الام جمع کیا اٹھ سہ دیوان عربیان نہایت بلیا
 بلاغت و امان اس سے پہلے ہندو مطیع غشی نول کشور و سومادودہ اندازتے تھے جس سے غریب مطیع ہوا اور
 اسے مطیع غشی نول کشور واقع شہر کانپور میں بہر سرتی عالجنا بملی القاب غشی پرگ نرین صاحب جارا کو مالک مطیع
 دام اقبالہ تصحیح تمام و تصحیح والا کلام ہزاران خوش سلاوی باہر ۹۹۹۹ بار اول جابطی ہوئے اور پھر اسی طرح
 والحمد للہ علی ذلک

قسطہ تاریخ طبع سابق تصنیف شاعر با جوسن خروش حکیم مولوی نواب نیاز احمد خان صاحب
 تخلص بہ ہوش بریلوی شاگرد رشید ہیر لکنوی

کشمین ہے مطیع زیا	منشی باوقار و دانکا	روبرو آنکی عقل و دانش کے	عقل کل کا ہوتنہ کہ بیجا
چرخ خدایت میں مثل خاتم کے	جو کسی نے طلب کیا پایا	جوش مریدان فیض سے آنکے	قطرے پر بھی ہے حکم دریا کا
نام آخر نول کشور ہوا	کسں باج ہو انکی مدح و ثنا	دل ایل نظر ہے ہر گنگ	بھینچن ہنجاد دل ہونچھیکا
ہے وہ مطیع طبع شاہ گدا	ورق صاف کی تجلی سے	جو کہ مطیع مدیان کا نسخہ ہے	نسخہ کیسیا سے ہے وہ ہوا
گل صبر گ کا ہوا دھوکا	منشی چرخ پر ہے خدایا کھینچا	دیکھا اسکو دل اٹھا اتھ	چھپ گیا ہو کلام غافل کا

در بیان طبع و خلق

ز غافل شیطانیان کیش	جهان بجزیراتش مآل	پس سال تاریخ عاقل کلک	رقم شده بحسب دیوان غافل ۱۲۸۹
---------------------	-------------------	-----------------------	---------------------------------

قطعات تاریخات طبع جدید دیوان نهاد			
-----------------------------------	--	--	--

از طبع وقاد منور کامل غشی بگو اندیال صاحب عاقل ایضاً طبع در و دیوان

بستان دیوان غافل در طبع و خلق	آنکه در هر طبع و خلق	تاریخ نسبی عاقل از غافل	که عجب دیوان غافل و غافل ۱۲۸۹
-------------------------------	----------------------	-------------------------	----------------------------------

ایضا

ز عین غافل کون و جالا	یک طبع شد دیوان غافل	گو عاقل بتاریخ نسبی	بسی دیوان غافل و غافل ۱۲۸۹
-----------------------	----------------------	---------------------	-------------------------------

وله			
-----	--	--	--

سمن نسبی گایه دیوان غافل یک دریایه	نظر آتا زمین کوسن شکا تاجیک
عیش خواص بحر کتاریخ اشاعت بو	لک عاقل که بسن بیایه
۱۲۸۹	۱۲۸۹

قطعه تاریخ طبع از منور و بیا من لا نحمده و علی فان عاقل و شاه			
دیوان غافل کاتیل	بسیب شمس نسبی	جو آمد زمین کتاریخ	تو کتاریخ

٤٢١٤ ١٩١٥



MUSLIM UNIVERSITY LIBRARY
ALIGARH.

This book is due on the date last stamped. An
over-due charge of one anna will be charged for
each day the book is kept over time. ١٢٢٩

SAURCH 518



6211 E 1915

7/1/94

Date

No.

D

5/8

DATE

NO.

DATE

NO.

STACKS